نمبر ۱۳۵ | مورخہ ۱۵ مئی ۱۹۳۲ء | یوم یکشنبہ | مطابق ۸ محرم ۱۳۵۱ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۱۲ مئی صبح دس بجے کے قریب بذریعہ موٹر لاہور سے تشریف لائے۔ حضور کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے :۔

حکیم فضل الرحمن صاحب سابق مبلغ افریقہ جو حج بیت اللہ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ۱۰ مئی ۱۹۳۲ء کو واپس آ گئے :۔

تعلیم الاسلام ہائی سکول اور گرلز ہائی سکول کا نتیجہ دوسری جگہ درج کیا گیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ جناب مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر کی صاحبزادی نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ہیں۔ اس کے لئے ہم مولوی صاحب موصوف کو مبارکباد کہتے ہیں :۔

کشمیر کے ہندوؤں کی فتنہ انگیزی

سری نگر سے آمدہ تازہ خبروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو شورش پسندی میں بہت بڑھ رہے ہیں۔ اور باوجود وزیر اعظم کے یہ کہہ دینے کے کہ وہ گلینسی کمیشن کی سفارشات کے متعلق مہاراجہ بہادر کے جو احکام جاری ہو چکے ہیں۔ ان کو نہ روک سکتے ہیں۔ اور نہ روکنے کی سعی کریں گے۔ ہندوؤں کی کوشش یہ ہے۔ کہ ان سفارشات کو عمل پذیر نہ ہونے دیں گے۔ حالانکہ یہ وہ سفارشات ہیں جنہیں مرتب کرنے والے کمیشن میں مسلمانوں کی نمائندگی ہندوؤں کے مقابلہ میں نہایت کمزور اور بہت قلیل تھی۔ اور دراصل ہندو نمائندگان ہی ان سفارشات کے مرتب کرانے والے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کے مطالبات اور ان کے حق کو پوری طرح ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ تاہم ہندوؤں کو چونکہ مسلمانوں کے غصب شدہ حقوق میں سے کچھ نہ کچھ ہاتھ سے دینا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ قانون شکنی اور فتنہ پردازی پر اُتر آئے ہیں۔ اس وقت نہ انہیں حق و انصاف کا خیال ہے۔ اور نہ یہ یاد ہے۔ کہ کشمیر میں ہندوؤں کی حکومت ہے نہ اس بات کی پرواہ ہے۔ کہ قانون شکنی کتنا بڑا جرم ہے :۔

بہرحال ہندو بڑے ساز و سامان کے ساتھ انگریزی علاقہ کے ہندوؤں کے سہارے۔ اور ریاستی ہندو افسروں کے بھروسے پر بظاہر ریاست کے خلاف لیکن دراصل مظلوم مسلمانوں کے خلاف کھڑے ہوئے ہیں۔ ریاست نے اگر ان کے مقابلہ میں ذرا بھی نرمی دکھائی۔ اور مسلمانوں کو جو کچھ دینے کا اعلان کیا ہے اس میں کمی کی۔ تو یہ نہ صرف بے انصافی ہوگی۔ بلکہ قانون شکنی کی روح کو تقویت دینے کا موجب ہوگی۔ اور اس کے جو نتائج نکل سکتے ہیں۔ ان کے متعلق کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں :۔

چیچاوطنی میں جلسہ

انجمن احمدیہ چیچا وطنی ضلع منٹگمری ۳-۴-۵- جون ۱۹۳۲ء کو سلسلہ تبلیغ کو وسیع کرنے کی غرض سے ایک جلسہ کرے گی۔ اس موقعہ پر مرکز سے انشاء اللہ تعالےٰ دو مبلغ بھیجے جائیں گے۔ ارد گرد کی احمدی جماعتوں۔ انصار اللہ اور بالخصوص چوہدری محمد شریف صاحب وکیل منٹگمری نائب مہتمم تبلیغ ضلع ہذا کو اس جلسہ کے کامیاب بنانے کے لئے بہت جدوجہد کرنی چاہیئے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ۔

جھنگ میں جلسہ

۲۱-۲۲-۲۳- مئی ۱۹۳۲ء کو جھنگ میں جماعت احمدیہ کا انشاء اللہ پُر رونق جلسہ ہوگا۔ انشاء اللہ ضلع جھنگ کے تمام احمدی صحاب اور انصار اللہ پُر زور جدوجہد کر کے اس جلسہ کو کامیاب بنائیں۔ اور غیر احمدی اور غیر مسلم اصحاب کو اس میں کثرت سے شامل کرنے کی سعی کریں۔ اس جلسہ پر مندرجہ ذیل لیکچرار بھیجے جائیں گے ۱۔ علامہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی ۲- ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم بی۔اے گجراتی (۳) مہاشہ محمد عمر صاحب مولوی فاضل۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

ڈھاباں میں سکھوں کا ج...

اور

ایک احمدی مبلّغ کا لی...

۲۱-۲۲-۲۳- مئی ۱۹۳۲ء کو ڈھاباں ...
سکھوں کا اجتماع ہوگا۔ وہاں کے سکھوں نے جماعت ...
کو لکھا ہے۔ کہ کوئی احمدی پرچارک وہاں پہنچکر لیکچر ...
منظور کر لی گئی ہے۔ اور انشا...
گیانی واحد حسین صاحب وہاں ...
ارد گرد کے احمدی اصحاب ...
انصار اللہ کو وہاں جانا چاہ...
ناظر دعوت و تبلیغ قادیا...

مظلومین کشمیر کی مالی امداد کی ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اپنے متعدد خطبات میں مسلمانانِ کشمیر کے مصائب اور آلام کی نہایت دردناک تفصیل بیان فرما چکے ہیں۔ ان کی فوری امداد کی طرف توجہ دلا چکے ہیں۔ اور اپنی جماعت کو ایک پائی فی روپیہ مظلومین کشمیر کے لئے چندہ دینے کا ارشاد فرما چکے ہیں ؂

چونکہ پیش آمدہ حالات اور اہم واقعات کی وجہ سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اخراجات بہت بڑھ گئے ہیں۔ اور چونکہ معاملات ایسے مرحلہ پر پہونچ چکے ہیں۔ کہ اگر اخراجات کی تنگی کی وجہ سے ان کے متعلق پوری پوری جدوجہد نہ کی گئی۔ تو سخت نقصان اٹھانے بلکہ تمام کوشش اور سعی کے اکارت جانے کا خطرہ ہے۔ اس لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ پنجاب اور دوسرے علاقوں کے مسلمان جلد سے جلد مالی امداد بہم پہونچائیں ؂

ہماری جماعت کے لوگوں کو جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا مقرر فرمودہ چندہ باقاعدہ ادا کرنا چاہیئے۔ وہاں اس بات کی بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ دوسرے اصحاب بھی مسلمانانِ کشمیر کی مظلومیت کو دور کرنے میں حصہ لیں۔ اور ان سے بھی مالی امداد حاصل کی جائے ؂

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے امتحان انٹرنس کا نتیجہ

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے اس سال ۳۸۔ طلباء پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں شامل ہوئے تھے۔ جن میں سے حسب ذیل طلباء کے کامیاب ہونے کی اطلاع ہمیں حاصل ہوئی ہے ؂

میرزا داؤد احمد۔ خلف حضرت میاں شریف احمد صاحب ... ۴۱۷
عبدالرشید جہلمی ۳۱۲
محمد مسعود ۳۹۱
فضل الرحمٰن ۳۳۸
محمد اسحاق ناگپوری ... ۳۸۰
حبیب احمد ۳۹۶
اللہ دتا ۲۹۱
بشارت احمد ۳۵۴
عبدالسلام ۳۴۱
بشیر احمد کسرائے ۳۳۵
محمد عبداللہ قاضی ۴۳۸
بشیر احمد قاضی ۴۰۴
محمد عثمان ۴۴۲
حکم سنگھ ۳۹۹
عطاء الرحمٰن ... ۴۲۹
نور دین ۴۰۲
عبدالخالق .. ۳۳۱

گرلز ہائی سکول کا نتیجہ

گرلز ہائی سکول سے تیرہ طالبات نے امتحان دیا تھا جن میں سے حسب ذیل کامیاب ہوئی ہیں :-

بنت مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر ۴۹۵
بنت ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔اے ۳۹۶
بنت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر ۳۳۴
بنت حافظ محمد امین صاحب ۴۰۳
بنت سید محمد علی شاہ صاحب ۳۲۷

توسیع اشاعت الفض...

احباب کرام کو معلوم ہے۔ کہ ...
ماہ سے عرض کر رہے ہیں۔ کہ الف...
کم از کم تین ہزار ہو جائے۔ حضر...
الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ...
پر بھی فرمایا تھا۔ کہ جماعت برا...
کہ الفضل کی تعداد اشاعت ایک ...
تعداد سے نہیں بڑھتی۔ اس س...
کہ احباب کرام اس بارے میں ...
فرمائیں۔ اور چند ماہ کے اندر ہی تعداد اشاعت دگنی کر دکھائیں ؂

۱۵ اپریل سے لے کر آج تک مفصلہ ذیل اصحاب نے ہمیں ... ہیں۔ جن کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ امید ہے۔ دوسرے ... اپنا فرض ادا فرمائیں گے ؂

جناب عبدالرحیم صاحب تالپور ... ایک
جناب میر مرید احمد صاحب (مبلغ سندھ) ... ایک
جناب میاں غلام نبی صاحب ڈسکہ ... ایک
جناب ماسٹر غلام محمد صاحب ٹیچر (قادیان) ... ایک
جناب محمد شفیع صاحب سیکرٹری کیمل پور ... ایک

اس کے علاوہ ۱۶ حضرات از خود خریدار ہوئے ہیں۔ اللہ تعالےٰ د... کو بھی توفیق دے ؂ ... اکمل

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
۳۸۲
نمبر ۱۳۵ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

حاجیوں کی تکالیف کے انسداد کا معاملہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی سنہ ۱۹۱۳ء میں پیشکردہ تجاویز سنہ ۱۹۳۲ء میں

حاجیوں کی مشکلات اور تکالیف کے انسداد کا سوال ایک عرصہ سے گورنمنٹ کے زیر غور ہے۔ اور مختلف اوقات میں مختلف تجاویز اس بارے میں پیش ہوتی رہی ہیں۔ سب سے پہلے سنہ ۱۹۰۹ء میں اس طرف توجہ کی گئی۔

سنہ ۱۹۱۳ء میں گورنمنٹ بمبئی کی تجاویز

پھر سنہ ۱۹۱۳ء میں لارڈ سیڈنہم گورنر بمبئی کی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ہند کو بعض تجاویز بھیجیں۔ جن کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ حاجیوں کو بمبئی سے جدہ تک پہنچانے کے لئے کسی ایک جہاز ران کمپنی کو اجارہ دیا جائے۔ اور اس سے کرایہ کی شرح مقرر کر لی جائے۔ ہر ایک حاجی کے لئے واپسی ٹکٹ لینا لازمی کر دیا جائے۔ اگر کوئی حاجی سرزمین حجاز میں فوت ہو جائے۔ تو جہاز ران کمپنی ٹکٹ کا غیر مستعمل حصہ ملنے پر کمشنر پولیس کو وصول کردہ کرایہ میں سے پچاس فی صدی فوت شدہ حاجی کے ورثاء کو پہنچانے کے لئے ادا کر دے۔ اور اگر کوئی حاجی وہیں اقامت اختیار کرے۔ یا اور کسی راستہ سے واپس آجائے۔ اور اس ٹکٹ سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ جو اس نے واپس آنے کے لئے خریدا تھا۔ تو بھی کمپنی مذکور غیر استعمال شدہ حصہ ٹکٹ لے کر اسی نسبت سے چارج شدہ کرایہ سے واپس کر دے۔ بشرطیکہ ایک سال کے اندر اس رقم کا مطالبہ کیا جائے۔ ہر ضلع میں حج کمیٹیاں مقرر کی جائیں۔ جن کا کام حجاج کی تکالیف کو دور کرنے کے لئے چندہ جمع کرنا ہو۔ اور عوام الناس میں ان کا رسوخ بڑھانے کے لئے پاسپورٹ دینے کا کام بھی انہی کے سپرد کر دیا جائے۔ ان کا یہ بھی کام ہو۔ کہ نادار اور مفلس لوگوں کو عزم حج سے باز رکھیں۔

مسلمانوں کی طرف سے اعتراضات

گورنمنٹ ہند کی ہدایت کے ماتحت گورنمنٹ بمبئی نے جب یہ تجاویز معہ کرایہ وغیرہ کی تفصیلات کے مسلمانوں کی رائے معلوم کرنے کیلئے شائع کیں۔ تو عام طور پر مسلمانوں کی طرف سے ان پر اس قسم کے اعتراضات کئے گئے۔ کہ اس طرح عوام الناس میں یہ خیال پھیل جائے گا۔ کہ حکومت ہمارے ایک مذہبی فرض میں دست اندازی کرنا چاہتی ہے۔ تاکہ ہم مجبور ہو کر اس فرض کو ترک کر دیں دوسرے کسی ایک ہی کمپنی کو حاجیوں کے لے جانے اور واپس لانے کا اجارہ دینے کی وجہ سے ان کے سفر کی صعوبتوں میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے گا۔ اور انہیں اس آرام و آسائش سے جو وہ مختلف کمپنیوں کے مقابلہ کی وجہ سے اٹھا سکتے ہیں۔ محروم رہنا پڑے گا۔ تیسرے اتنے لمبے سفر میں حاجی واپسی ٹکٹ کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے۔ اور ضائع ہو جانے کی صورت میں انہیں نقصان کا متحمل ہونا پڑیگا چوتھے جو کرایہ واپسی ٹکٹ استعمال نہ ہونے کی صورت میں کمپنی نے دینا منظور کیا ہے۔ وہ بہت تھوڑا ہے۔ اور فوت شدہ حاجیوں کی تصدیق کی جو صورت رکھی گئی ہے۔ اسے ثابت کرنا مشکل ہے۔ اس لئے ان کا ادا کردہ کرایہ ان کے وارثوں کو واپس ملنے کی بجائے کمپنی کے ہی پاس رہے گا۔

"الفضل" کے تفصیلی مضامین

اس موقعہ پر جبکہ "الفضل" کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی ادارت میں شائع ہونے کا فخر حاصل تھا حضورؓ نے حج کے متعلق اپنے تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر ان تجاویز کو جو گورنمنٹ نے مسلمانوں کے اظہار رائے کے لئے پیش کی تھیں۔ اور ان اعتراضات کو جو مسلمانوں کی طرف سے ان تجاویز پر کئے گئے تھے۔ مدنظر رکھ کر اس موضوع پر "الفضل" میں جامع و مانع بحث کی تھی۔ اور واضح کیا تھا۔ کہ کس طرح جدہ پہونچکر اکثر ہندوستانی حجاج کو روپیہ کے کم ہو جانے کی وجہ سے کفایت شعاری کا فکر دامنگیر ہوتا ہے۔ اور بعض ضعیف اور کمزور آدمی جدہ سے مکہ تک کے چالیس میل کے مشکل راستہ پر بوجہ قلت خرچ پیادہ چلنے کی وجہ سے رستہ میں ہی بیمار ہو جاتے ہیں پانی کی کمی اور پیاس کی شدت کی وجہ سے ان کی جان لبوں پر آجاتی ہے پھر ان تکالیف اور صعوبتوں کو برداشت کر کے جو لوگ مکہ پہونچ جاتے ہیں۔ انہیں مکہ میں رہنے کے لئے مکان میسر نہ آنے کی وجہ سے گلیوں اور کوچوں میں پڑا رہنا پڑتا ہے۔ وہ وہیں قضائے حاجت کرتے۔ اور وہیں رہائش اختیار کرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ خلقت کے ہجوم اور غلاظت کی کثرت کی وجہ سے وبائی امراض نہایت شدت کے ساتھ پھوٹ پڑتی ہیں۔ اور حج سے پہلے ہی سینکڑوں نہیں۔ ہزاروں حاجی فرشتۂ اجل کو لبیک کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح خورد و نوش کی اشیاء کی گرانی کی وجہ سے مصیبت میں اور زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ بیماری کے اخراجات برداشت کرنے کی اکثر حاجیوں میں طاقت نہیں ہوتی۔ اور جو لوگ رہائش کے لئے مکان کرایہ پر لیتے ہیں۔ بیمار ہو جانے کی حالت میں مکان والے اس خوف سے کہ ان کی تیمارداری پر روپیہ خرچ ہوگا۔ ان کو مکانوں سے نکال کر باہر گلیوں میں پھینک دیتے ہیں۔ اور سینکڑوں غریب الوطن اپنے خویش و اقارب سے دور فرش خاک پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جان دے دیتے ہیں۔ اور جو اپنی سخت جانی کی وجہ سے ان مصائب سے بچ نکلتے ہیں۔ وہ کرایہ نہ ہونے کی وجہ سے ایک پر بریدہ پرند کی طرح جدہ میں پڑے تڑپتے ہیں۔ اور اگر کرایہ پاس ہو بھی۔ تو جدہ میں بروقت جہاز نہ ملنے کی وجہ سے انہیں ٹھیرنا پڑتا ہے۔ جہاں انہیں اس روپیہ میں سے جسے وہ بمشکل واپس پہونچنے کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں۔ جب کچھ خرچ کرنا پڑتا ہے تو ان کی جو حالت ہوتی ہے۔ اسے دوسرے لوگ پوری طرح نہیں سمجھ سکتے۔ پھر جب کوئی جہاز آتا ہے۔ تو جائے تنگ است۔ و مردماں بسیار کی وجہ سے قیمت دے کر ٹکٹ خریدنے کے لئے جہازی کمپنیوں کے ادنےٰ سے ادنےٰ ملازمین کے آگے جب کوئی حاجی نہایت ہی ذلت کے ساتھ اس جبین کو جو صرف خدا تعالےٰ کے آگے جھکنی چاہیئے۔ جھکاتا۔ اور دست بستہ سوال کرتا ہے۔ تو یہ کوئی معمولی نظارہ نہیں ہوتا۔

مسلمانوں کو مشورہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک طرف تو یہ دردناک اور روح فرسا حالات نہایت شرح و بسط کے ساتھ بیان فرمائے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا۔ کہ انہیں حکومت کی تجاویز کی مخالفت کرنے کی بجائے کس طرح ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور حکومت کی جو تجاویز اصلاح طلب ہیں۔ ان کی اصلاح کرانے کی۔ اور جو تجاویز مسلمانوں کے نزدیک مفید ہیں۔ انہیں منظور کرانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کے ساتھ ہی جو تجاویز حجاج کی تکالیف کو کم کرنے کے لئے ضروری تھیں۔ وہ پیش فرمائیں۔

"الفضل" کے پرچے گورنمنٹ ہند کو

"الفضل" کے جن پرچوں میں یہ تجاویز اور اس معاملہ کے متعلق تفصیلی بحث کی گئی تھی۔ وہ بذریعہ رجسٹری وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیج دیئے گئے تھے۔ جن کے متعلق وائسرائے ہند کے پرائیویٹ سکرٹری نے اطلاع دی تھی۔ کہ تمام پرچے اس محکمہ میں بھیج دیئے گئے ہیں۔ جس کے سپرد حجاج کی تکالیف پر غور کرنے کا کام ہے۔

تجاویز کا خلاصہ

ان تجاویز میں جو کچھ پیش کیا گیا تھا۔ وہ خلاصۃً یہ تھا۔ کہ

۱۔ حاجیوں کے لئے واپسی ٹکٹ کی شرط عائد کرنا ضروری ہے۔

۲۔ نادار شائقین حج کو جانے سے روکنے کا اختیار نہ کسی افسر کو دیا جائے۔ اور نہ کسی کمیٹی کو۔ اور جبکہ واپسی ٹکٹ لازمی کر دیا جائے گا۔ تو پھر کسی کو روکنے کی خاص ضرورت نہ رہے گی۔ کیونکہ حج کے لئے وُہی جا سکے گا جو کہ آمد و رفت کا کرایہ پیشگی ادا کرے گا۔

۳۔ جس جہاز ران کمپنی کو حاجیوں کے سفر کے متعلق اجارہ دیا جانا تجویز ہو۔ اس کے لئے حاجیوں کے آرام و آسائش کے لئے ضروری تجاویز پیش کی گئی تھیں۔

۴۔ سربرآوردہ مسلمانوں کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جو حجاج کی تکالیف معلوم کر کے ان کے انسداد کے لئے گورنمنٹ کو توجہ دلاتی رہے۔

۵۔ جو حاجی لاوارث فوت ہو جائے۔ یا ایک سال تک اپنے ٹکٹ کی قیمت کا مطالبہ نہ کرے۔ کمپنی اس کے باقی ماندہ روپیہ کو مذکورہ بالا کمیٹی کے حوالہ کر دے۔ جو کہ حاجیوں کے آرام کے لئے اسے صرف کرے۔

۶۔ جو حاجی کسی وجہ سے واپسی ٹکٹ استعمال نہ کرے۔ اسے وہ کرایہ واپس ادا کیا جائے۔ جو واپسی کے لئے وصول کیا جائے۔

یہ وُہ بڑی بڑی تجاویز تھیں۔ جو اس وقت "الفضل" کے ذریعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے پیش فرمائیں اور ان کی تفصیل میں بہت سے دوسرے ضروری امور بھی پیش کئے گئے۔

گورنمنٹ کی ۱۹۱۴ء کی سکیم

آخر جب ۱۹۱۴ء میں حکومت نے اس انتظام کے متعلق ایک سکیم شائع کی۔ تو ان تجاویز کا ایک معتدبہ حصہ اس میں شامل کر لیا گیا۔ البتہ واپسی ٹکٹ کی نہایت اہم تجویز کو گو مگو میں رکھ دیا۔ یعنی نہ تو صفائی کے ساتھ اسے لازمی قرار دیا۔ اور نہ اسے کلی طور پر ترک کیا۔ بلکہ دو طرفہ اور یکطرفہ کرایہ میں خفیف سا فرق رکھ کر واپسی ٹکٹ خریدنے کی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی گئی۔

موجودہ صورت حالات

"الفضل" نے اس سکیم کے مفید اور مضر پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اور واپسی ٹکٹ کی شرط پر خاص طور پر زور دے کر اور اصرار کے ساتھ لکھا۔ کہ حکومت اس کے متعلق پھر غور کرے۔ آخر جب اس معاملہ کی باقاعدہ تحقیقات کے لئے اور تجاویز مرتب کرنے کے لئے حج کمیٹی کا تقرر ہوا۔ تو ہم نے پھر ان تجاویز کی طرف توجہ دلائی۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۹۱۳ء میں پیش فرمائی تھیں اور اب جبکہ حکومت ہند نے حج کمیٹی کی سفارشات کو عمل میں لانے کے لئے اسمبلی میں تین مسودات قانون پیش کئے ہیں۔ اور جو غور و خوض کے لئے مجالس منتخبہ کے سپرد کئے جا چکے ہیں۔ ان مسودات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان میں بنیادی طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی پیش فرمودہ تجاویز کا بہت کچھ حصہ ہے۔ اور قریباً وُہ تمام امور ان میں آ گئے ہیں۔ جو اصولی طور پر آج سے کئی سال قبل حضور نے پیش کئے تھے۔ اس کا تفصیلی ذکر ہم انشاء اللہ اگلے پرچہ میں کریں گے۔

اچھوت اقوام جُداگانہ انتخاب چاہتی ہیں

وُہ ہندو جو مسٹر راجہ کو اچھوت اقوام کا اصل نمائندہ قرار دیتے ہوئے ڈاکٹر امبیدکر کی سخت تحقیر کرتے رہے۔ انہیں ناگ پور میں منعقد ہونے والی آل انڈیا اچھوت کانفرنس کی روئداد سے اپنی غلطی کا اچھی طرح احساس ہو چکا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ سوائے ایک نہایت قلیل حصہ کے باقی تمام اچھوت اقوام اور ان کے لیڈر ہندوؤں کے ساتھ مخلوط انتخاب کے سخت خلاف ہیں۔

۷۔ مئی یہ اجلاس زیر صدارت رائے صاحب منی سوامی پلائی کامپٹی منعقد ہوا۔ ڈاکٹر امبیدکر کے بمبئی سے آنے پر اُن کا شاندار استقبال کیا گیا۔ استقبالیہ کمیٹی کے صدر مسٹر ہری داس نے اپنے ایڈریس میں صاف صاف کہا۔ کہ نیشنل کانگرس اچھوتوں کو گمراہ کرنے اور ان کے مفاد کو نقصان پہونچانے کی سعی کر رہی ہے۔ نیز ہندو مہاسبھا نے بھی ان کے خلاف جہاد شروع کر رکھا ہے۔ مخلوط طریق انتخاب سے اچھوت تباہ ہو جائیں گے۔ ہم کسی حالت میں بھی مخلوط انتخاب منظور نہیں کر سکتے"۔

رائے صاحب پلائی صدر جلسہ نے کہا:۔

"ڈاکٹر امبیدکر نے جس طرح اچھوتوں کے مقصد کو گول میز کانفرنس میں پیش کیا۔ ہم اس کے لئے ان کے شکر گزار ہیں۔ ہمیں کانگرسی رہنماؤں پر کوئی اعتماد نہیں۔ ہم جداگانہ طریق انتخاب چاہتے ہیں"۔

ان ذمہ دارانہ تقریروں کے علاوہ جو قرار دادیں پاس کی گئیں۔ ان میں سے ایک میں اقلیتوں کے اس معاہدہ کی حمایت کی گئی۔ جو گول میز کانفرنس کے موقعہ پر اقلیتوں کے نمائندوں نے لنڈن میں کیا تھا۔ دوسری قرارداد میں موسنجے راجہ پیکٹ کی … کی گئی۔ ڈاکٹر امبیدکر اور ان کے ساتھیوں نے مخلوط انتخاب … حامیوں کو مجلس مضامین کے اجلاس میں شرکت کی دعوت دی۔ مگر … نہ آئے۔

یہ نہ صرف ان اچھوت لوگوں کی کھلی ناکامی کا ثبوت ہے جو ہندوؤں کے ہاتھوں میں کھیل رہے تھے۔ بلکہ خود ہندوؤں کی … ہے۔ جو تمام اچھوت اقوام کو مخلوط انتخاب کے حامی بتاتے ہیں۔ اور … انتخاب کے حامیوں کو قلیل التعداد اور ناقابل ذکر قرار دیتے ہیں۔

مسلمانوں کے متعلق بھائی پرمانند کا بیان

آل انڈیا ہندو یوتھ کانفرنس کا ایک اجلاس حال میں … میں منعقد ہوا۔ اس کے صدر بھائی پرمانند جی نے جو خطبہ صدارت پڑھا۔ اس کا خلاصہ اور لب لباب "ملاپ" (۸ مئی) نے اس … فقرہ میں پیش کیا ہے۔ کہ:۔

"مسلمان ہندوستان کے ذریعہ تمام ایشیا کو مسلمان … چاہتے ہیں"

اور اسی بات کو مدنظر رکھ کر بھائی جی نے مسلمانوں کے خلاف … کچھ غیظ و غضب کا اظہار کیا۔ اور ہندوؤں کو مشتعل کرنے کی کوشش … کی ہے۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس پر بھائی جی یا کسی ہندو کو چیں بجبیں ہونے کا حق حاصل ہو۔ مسلمان اپنی زندگی کے … کے لحاظ سے نہ صرف تمام ایشیا کو بلکہ تمام دُنیا کو مسلمان بنانا اپنا … سمجھتے ہیں۔ اور مسلمانوں کے لحاظ سے یہ کوئی ایسی بات نہیں جس کا انکشاف ہوا ہو۔ بلکہ اسلام نے روز اول سے ہی اپنا دامن ساری دُنیا کے لئے وسیع بتایا ہے۔ اور ساری دُنیا کو مسلمان بنانا مسلمانوں کا فرض … پھر جبکہ بھائی پرمانند اپنے ویدک دھرم کو سچا سمجھتے ہیں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کو اس کی شرن میں لانے کا حق رکھتے ہیں تو کیا وجہ ہے۔ کہ وُہ یہی حق مسلمانوں کو دینے کے لئے تیار نہیں اس بات کو مسلمانوں کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے لئے پیش کرتے …

ایک احراری خزانچی پر عدالت میں استغاثہ

احراریوں نے نہ صرف بے فائدہ بلکہ مسلمانانِ کشمیر کے لئے نقصان رساں شور و شر کے دوران میں مسلمانوں کا روپیہ جس بے دردی سے ضائع کیا ہے۔ اس کا احساس ہر جگہ پیدا ہو رہا … اور سیالکوٹ جہاں احراریوں کا سب سے بڑا اڈا تھا۔ وہاں … مسلمانوں نے تو مسٹر دولت رام ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی … میں مجلس احرار کے خزانچی کے خلاف استغاثہ بھی دائر کر دیا ہے۔ کہ … یہ کوئی حساب کتاب نہیں بتلاتا۔ اس لئے اس کے خلاف زیر دفعہ ۴۰۶ …

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

مسئلۂ ختم نبوّت اور جماعت احمدیہ

الواعظ کا اعتراض

اخبار "الواعظ" لکھنؤ کی ۱۶ مارچ کی اشاعت میں ایک صاحب برکت علی جعفری نے "ختم نبوت اور رسالت" کے موضوع پر ایک مضمون شائع کرایا ہے جس میں آیت خاتم النبیین نقل کرکے اور اس کا ترجمہ کرنے کے بعد لکھا ہے:۔

"فرقہ احمدیہ قادیانیہ کی ذہانت بھی عجیب و غریب ہے۔ کہ باوجود ایسی صریح نص قرآنی کے باب نبوت کے بند ہونے کے قائل نہیں۔ حالانکہ منجملہ دیگر آیات بینات کے ایک یہ آیت بھی ہے۔ جس سے اجرائے نبوت کے مسئلہ پر نہایت وضاحت سے روشنی پڑتی ہے۔ اور اس صورت میں ہمارا اسی آیت قرآنی کے ماتحت باب نبوت کے بند ہونے کا قائل نہ ہونا ہی نادانی اور شوخی ہے۔"

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خطرناک ہتک

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے۔ کہ طرفین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ لفظ خاتم النبیین رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے مقام مدح میں استعمال ہوا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ خطاب دیکر آپ کی تعریف فرمائی۔ اور آپ کے بلند ترمقام کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اگر خاتم النبیین کا وہی مفہوم لیا جائے۔ جو ہمارے مخالف لیتے ہیں یعنی یہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے نبوت کے سلسلہ کو ہی بند کر دیا۔ اور اب آپ کے بعد امت محمدیہ میں کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ تو لازماً اس کا یہی مفہوم ہوگا۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ایک رحمت کے دروازے کو بند کر دیا گیا۔ کون نہیں جانتا۔ کہ نبوت عالم روحانیت کے انعامات کا اعلیٰ ترین انعام ہے۔ اور یہ قرآن کریم سے ثابت ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں۔ یا قوم اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء وجعلکم ملوکا۔ اے قوم تو اللہ تعالےٰ کی نعمتوں کو یاد کر۔ تجھ میں اس نے نبی بھیجے۔ اور تجھے اس نے بادشاہ بھی بنایا۔ پس نبوت اللہ تعالےٰ کی ایک عظیم الشان رحمت ہے لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر وقتاً فوقتاً تو دنیا کی اصلاح کے لئے آتے رہے لیکن جب آپ آئے جنہیں بارگاہ ایزدی سے رحمة للعالمین کا خطاب عطا ہوا۔ اور جن کا مقام پہلوں اور پچھلوں سب سے بڑھ کر تھا۔ تو آپ کے آنے کے ساتھ ہی اس رحمت کے دروازے کو مسدود کر دیا گیا۔ کیا ان معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نعوذ باللہ حرف نہیں آتا۔ اور کیا ان معنوں سے آپ اہل جہان کے لئے رحمت ثابت ہو سکتے ہیں؟ کیا کسی سلسلہ کے آخر میں آنا بھی وجہ فضیلت ہو سکتی ہے کیا بہادر شاہ مغلیہ خاندان کا سب سے اعلیٰ بادشاہ اس لئے شمار کیا جاتا ہے کہ اس کے بعد ہندوستان میں اب تک کوئی مسلمان بادشاہ نہ ہوا۔ پس محض "آخری نبی" ہونا کوئی قابل تعریف بات نہیں۔ نہ اس سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا درجہ ظاہر ہوتا ہے۔ اور نہ اس سے آپ رحمة للعالمین ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ رحمة للعالمین ہونے کا تقاضا یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد پہلے سے بھی زیادہ روحانی انعام حاصل ہوتے۔ نہ کہ جو کچھ پہلے میسر تھا۔ یا جس کی امید کی جا سکتی تھی وہ بھی چھین لیا جاتا۔

مفسّر اعظمؐ کی تفسیر

دوسری وجہ جسکی بناء پر یہ معنے قابل قبول نہیں یہ ہے۔ کہ خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کا وہ مطلب نہیں لیا۔ جو آج ہمارے مخالف لے رہے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں تاریخ اسلامی پر عبور حاصل ہے۔ وہ اس امر سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ کہ ۵ھ میں خاتم النبیین والی آیت نازل ہوئی۔ (تاریخ الخمیس جلد اول ص۵۲۳) اس کے قریباً پانچ سال بعد رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں ایک بیٹا تولد ہوا۔ اور آپؐ نے اس کا نام ابراہیم رکھا۔ وہ چند دنوں کے بعد ۱۰ھ میں وفات پا گیا۔ (تاریخ الخمیس جلد ۲ ص۱۶۳) اسوقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ لو عاش (ابراھیم) لکان صدیقاً نبیا۔ (ابن ماجہ کتاب الجنائز)

اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی ہوتا۔ آپ کا یہ ارشاد صاف بتلا رہا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاتم النبیین کا وہ مفہوم نہیں لیتے تھے۔ جو آجکل احمدیت کے مخالف سمجھتے ہیں۔ وگرنہ اگر یہی معنے ہوتے۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یوں فرماتے کہ اگر یہ زندہ رہتا۔ تو بھی نبی نہ بن سکتا۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

امکان نبوت کے دلائل کی کثرت

تیسری وجہ جسکی بناء پر ہم اس خیال کو باطل ٹھہراتے ہیں۔ یہ ہے، کہ قرآن مجید کی یہ شان ہے۔ کہ یفسر بعضہ بعضاً اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کرتا ہے۔ اگر غیر احمدیوں کا یہ مفہوم کہ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کے ہی ہیں۔ صحیح اور درست ہے اور یہی اللہ تعالےٰ کا منشا ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ سارے قرآن میں جو تیس پاروں پر مشتمل ہے۔ انہیں اور کوئی بھی آیت اس خیال کی تائید میں نہیں ملتی۔ مگر ہمیں جا بجا ایسی آیات دکھائی دیتی ہیں۔ جن کا صاف طور پر یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبی آ سکتے ہیں۔ چنانچہ اسکے لئے کئی ایک آیات قرآن مجید سے پیش کی جا سکتی ہیں:۔

حضرت مسیح کی آمد ثانی اور خاتم النبیین (صلعم)

پھر خاتم النبیین کا یہ مفہوم اس لئے بھی ناقابل قبول ہے۔ کہ تمام امت محمدیہ کا یہ متفقہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور وہ نبی اللہ ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک ہی بات بیان کرتے ہوئے چار دفعہ انہیں نبی اللہ کہکر پکارا۔ (مشکوٰۃ ص۴۶۹)

پھر حضرت مسیح خود کہتے ہیں۔ جعلنی نبیاً وجعلنی مبارکاً اینما کنت (مریم ع۲) یعنی جہاں کہیں بھی ہوں۔ خدا نے مجھے نبی بنایا۔ اور میرے وجود کو بابرکت قرار دیا ہے۔ اب اگر خاتم النبیین کے معنے آخری نبی کے لئے جائیں۔ تو حضرت مسیح کی آمد ثانی کا عقیدہ بھی باطل ہو جاتا ہے حالانکہ اس پر امت محمدیہ کا اجماع ہے۔

آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد ہی آنا ہے۔ اور بعد میں آنے سے غیر احمدیوں کے خیال کے مطابق آیت خاتم النبیین روکتی ہے۔ پس یا تو یہ مانو۔ کہ کوئی بھی نبی رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نہیں آ سکتا۔ اور یا یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کا عقیدہ بھی باطل ہے۔ اور اس صورت میں ایک گڑھے سے نکل کر دوسرے گڑھے میں گرنا پڑیگا:۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازالہ اوہام میں یہی دلیل دی ہے۔ کہ مسیح کیونکر آ سکتا ہے۔ جبکہ اسے خاتم النبیین کی دیواریں آنے سے روکتی ہیں۔ ص۵۳۲ اور یہ دراصل خصم کے اعتقاد کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ وگرنہ آپ تو خود مثیل مسیح ہونے کے مدعی تھے۔ آپ نے دیکھا۔ کہ غیر احمدی ایک طرف مسیح کی آمد ثانی کے قائل ہیں۔ دوسری طرف خاتم النبیین کے یہ معنی لیتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے آپ نے انہیں سمجھانے کے لئے لکھا مسیح کیسے آ سکتا ہے جبکہ اسے خاتم النبیین کی دیواریں آنے سے روکتی ہیں۔ الواعظ کے مضمون نگار صاحب نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ

"ختم نبوت کی دیوار مسیح کو اسی وقت روک سکتی تھی جبکہ وہ نبی بن کر آنے والے ہوتے۔ مگر جب ان کا آنا الصدیقیت ہو، حضرت حجت پر جو ایک فرع ہے۔ اسی ختم نبوت کی۔ پھر ختم نبوت اس کی مزاحمت نہیں کر سکتا۔"

گویا مسیح کی آمد ثانی نبوت کے لباس میں نہیں ہوگی۔ بلکہ ولایت یا صدیقیت کے مقام پر ہوگی۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح علیہ السلام سے۔ کس جرم کی وجہ سے نبوت چھین لی جائیگی؟

احمدیت پر اعتراضات کے جواب

کیا ۱۳۱۱ھ کا خسوف و کسوف حدیث نبوی کا مصداق نہیں؟

حدیث خسوف و کسوف کے متعلق معترض نے دوسرا اعتراض یہ پیش کیا ہے۔ کہ ۱۳۱۱ھ میں جو خسوف و کسوف ہوا وہ اس حدیث کا مصداق نہیں۔ جو اس بارے میں پیش کی گئی ہے۔ کیونکہ ایسا واقعہ کبھی پانچ چھ دفعہ پہلے بھی ہو چکا ہے۔ لیکن یہ کہنا عدم تدبر کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ اول تو اس سے پہلے واقعہ کا کوئی عینی شاہد نہیں۔ جو یہ کہہ سکے کہ ماہ رمضان کی انہیں تاریخوں میں یہ گرہن ہوا تھا۔ دوم یہ امر کہ کسی کتاب میں ایسا لکھا ہوا ہے۔ یا یہ کہ علم ہیئت کے ماہرین کے بیان کردہ حساب کی رو سے لازم آتا ہے کہ اتنے سال پہلے بھی ایسا واقعہ ہونا چاہیئے تھا۔ ایک ظنی امر ہے جو فرمان نبویؐ کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جا سکتا۔ ان الظن لا یغنی من الحق شیئا۔

نشان میں ندرت کیا ہے

دوسرا جواب یہ ہے۔ کہ حدیث کا منشا ہرگز یہ نہیں۔ کہ وہ گرہن کوئی خارق عادت اور خلاف قانون قدرت ہوگا۔ بلکہ مطلب صرف یہ ہے۔ کہ ہوگا تو قانون الہٰی کے مطابق ہی مگر اس میں یہ ندرت ہوگی کہ مہدی موعود کے سوا کسی اور مدعی کے لئے یہ واقعہ بطور نشان یا گواہ کبھی پہلے نہیں ہوا۔ اور یہ اس سے ظاہر ہے۔ کہ لم تکونا (بصیغہ مونث) کا تعلق آیتین سے ہے کیونکہ اس سے پہلے یہی لفظ ہے۔ خسوف و کسوف کا ذکر بعد میں ہے۔ اور اضمار قبل الذکر جائز نہیں ہاں بعد میں پھر یہ لفظ آیا ہے۔ مگر جب پہلی دفعہ بالبداہت آیتین ہی کی طرف اس کی ضمیر پھرتی ہے۔ تو دوسری دفعہ لامحالہ اسی کی طرف کے لئے ماننا پڑیگا۔ پس معنے یہ ہیں۔ کہ خسوف و کسوف کا نشان کسی مدعی کیلئے بطور گواہ پہلے کبھی نہیں ہوا۔ بلکہ اس کا آیت اور نشان ہونا صرف مہدی کے لئے ہی مخصوص ہے۔ ورنہ اگر لم تکونا کا تعلق خسوف و کسوف سے ہوتا۔ اور یہ مراد ہوتی۔ کہ مجرد خسوف و کسوف ایسا کبھی پہلے نہیں ہوا۔ تو بجائے لم تکونا کے لم یکونا (بصیغہ مذکر کا صیغہ) اور اس سے پہلے ان کا ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ یا عبارت یوں چاہیئے تھی۔ ینکسف القمر والشمس علیٰ انہما انکسفا منذ خلق السموات والارض یعنی ایسے طور سے چاند اور سورج کا گرہن ہوگا۔ کہ پہلے اس سے جب سے آسمان و زمین پیدا کیا گیا ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا۔

لیکن ایسا نہیں ہے۔ اور نہ حدیث میں کوئی اور ہی ایسا لفظ ہے۔ کہ جس سے مجرد کسوف ہی کا خارق عادت ہونا پایا جائے۔ بلکہ الفاظ حدیث کا مفہوم اور منشاء صاف یہ ہے۔ کہ خسوف و کسوف اور مہدی کا رمضان کے مہینے میں موجود ہونا۔ یہ خارق عادت ہے گویا اس میں چار باتیں ہونگی (۱) رمضان کا مہینہ ہوگا۔ (۲) چاند گرہن تیرہ تاریخ کو ہوگا (۳) سورج گرہن اٹھائیس تاریخ کو ہوگا (۴) مدعی مہدویت اس سے پہلے موجود ہوگا جس کی تکذیب و مخالفت ہو رہی ہوگی۔ اسکی تائید کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر ہوگا۔ پس ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ یہ واقعہ جس میں یہ چاروں باتیں اکٹھی ہو گئی ہوں۔ نادر الوقوع بے نظیر ہے۔ اس سے قبل کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ یہ سب باتیں ایک ہی وقت میں متحقق و موجود ہوئی ہوں۔

اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ جیسے کوئی کہے "ایک شخص فلاں امر کا دعویٰ کریگا۔ اس دن رات کے دس بجے آسمان سے بجلی نمودار ہوگی اور کچھ اولے برسیں گے۔ اور ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔" اب اس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہوں گے۔ کہ پہلے کبھی رات کے دس بجے آسمان پر بجلی نہیں چمکی۔ اور اولے نہیں پڑے۔ بلکہ ہر عقلمند یہی سمجھیگا۔ کہ کسی مدعی کی موجودگی میں ایسا کبھی نہیں ہوا۔ ٹھیک اسی طرح

حدیث خسوف و کسوف سے پہلے مدعی کا ہونا ضروری ہے

حدیث میں اس خسوف و کسوف کو آیت یعنی نشان فرمانا بھی ظاہر کر رہا ہے۔ کہ کوئی مدعی پہلے موجود ہوگا جس کی تائید میں یہ نشان نمودار ہوگا۔ ورنہ یہ کیا۔ کہ گواہ تو گواہی دیدیں۔ اور کسی مدعی کا وجود ہی نہ ہو۔ آخر گواہ تو کسی دعوے ہی کے ثبوت کے لئے ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ یونہی بے غرض و بے مطلب اور اگر کہا جائے۔ کہ یہ نشان اس کے پیدا ہونے کا تھا تو اول تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ اس طرح تو کئی مفتری اس نشان کو دیکھ کر ہی دعویٰ کر سکتے ہیں۔ پھر یہ امتیاز کیسے ہوگا۔ کہ یہ کسی مہدی کے لئے تھا۔ نیز اس طرح ایک عرصہ کے بعد کسی مدعی کا یہ کہنا۔ کہ فلاں زمانہ میں جو ایک نشان ظاہر ہوا تھا وہ میرے لئے تھا۔ حالانکہ اس کے دیکھنے والے بھی فوت ہو چکے ہوں گے جذاں قابل توجہ نہیں ہو سکتا۔ پس اس طرح یقیناً یہ نشان مشتبہ ہو جائے گا۔ دوسرے اس نشان کو واقع ہوئے اب قریباً چالیس سال ہو چکے ہیں چاہیئے تھا۔ اب تو وہ مہدی ظاہر ہو جاتا۔ مگر ابھی تک کوئی امید اس کے آنے کی نہیں ہے۔

پس یہ ہرگز صحیح نہیں۔ کہ نشان مہدی کی پیدائش وغیرہ کے متعلق تھا۔ بلکہ ضروری تھا۔ کہ مہدی کا وجود ہوتا۔ اور جب اس کی تکذیب انتہا کو پہنچی۔ تو آسمان سے یہ نشان بطور گواہ اس کی تائید کے لئے ظاہر ہوتا (جیساکہ لمھدینا کے لام انتفاع سے ظاہر ہے۔ ای لتائید مھدینا) تاکہ وہ اپنے مکذب مخالفین کو یہ کہہ سکے۔ کہ "دیکھو یہ آسمانی شہادت میرے لئے ظاہر ہو گئی ہے۔ پس اب کہاں بھاگ سکتے ہو۔ فاین المفر فنعم ما قال مھدینا۔ ع

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آچکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

کہا گیا ہے۔ کہ یہ نشان آثار قیامت میں سے ہے۔ مسیح موعود کیلئے نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اس حدیث میں جب صاف فرما دیا گیا ہے کہ یہ نشان مہدی کے لئے ہے۔ تو اب اس کو مطلق آثار قیامت میں سے قرار دینا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ ہاں ہم بھی مانتے ہیں۔ کہ یہ آثار قیامت میں سے ہے۔ مگر ساتھ ہی مہدی کا ظہور بھی تو آثار قیامت میں سے ہے اور اس حدیث میں ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ کہ پہلے مہدی موجود ہوگا پھر یہ نشان ظاہر ہوگا۔ پس یہ ہرگز درست نہیں۔ کہ یہ مطلقاً اور محض آثار قیامت میں سے ہے ظہور مہدی سے اسے کوئی واسطہ نہیں۔ حدیث میں صاف ہے۔ ان لمھدینا کہ یہ ہمارے مہدی کے ظہور کا نشان ہے۔

(خاکسار تاج الدین لائل پوری)

انّی مُھینٌ مَن اَرادَ اِھانتک

مولوی کرم حسین شاہ امام مسجد چوہا سیدن شاہ ضلع جہلم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف رسالہ شمس الاسلام وغیرہ میں اپنے مضامین شائع کرا چکے ہیں۔ اور اسوقت انہوں نے دولمیال وغیرہ دیہات اور قصبات میں پھر کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات پر لیکچر دیئے۔ اور بعض الہامات کی تشریح میں باپ بیٹے دونوں نے اپنی طرف سے حیا اور شرم کو بالائے طاق رکھ کر ایسی باتیں بیان کیں جنکو سنکر خود ان کے معتقدین میں سے کئی آدمیوں نے ہمارے روبرو بیان کیا۔ کہ آئندہ ایسے جلسوں میں جہاں صرف گالیاں ہی سنائی جاتی ہیں۔ ہم کبھی شامل نہ ہوں گے۔ انکی قرآن دانی کا یہ حال ہے۔ کہ جب میلہ کٹاس کے دنوں میں ایک پادری نے ان سے پوچھا کہ آیت قرآنی وان منکم الا واردھا سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ قیامت کے دن تمام مسلمانوں کو خواہ نیک ہوں یا بد ایک دفعہ جہنم میں داخل ہونا پڑیگا تو شاہ صاحب نے کہا۔ مسلمانوں کا تفریح طبع کے طور پر جہنم میں جانا کوئی قابل اعتراض بات نہیں۔ چونکہ شاہ صاحب کو تو عالم باعمل ہونیکا دعویٰ ہے جو بات کہتے ہیں۔ کر کے بھی دکھاتے ہیں۔ اس لئے ایک ناجائز نکاح کے متعلق سالہا سال تک جواز کا فتویٰ دینے کی پاداش میں جناب مفتی صاحب نے ۲ مئی ۳۱ء سے تین ماہ کے واسطے تفریح کیلئے جہلم جیل میں تشریف لے گئے ہیں۔ اگر چہ شاہ جی نے ان سالہا سال مدتوں کے عوض اپنے تنازعی حلالہ اور طلاق فنڈ سے مبلغ ۱۵۰ روپیہ داخل خزانہ سرکار کیا۔ جو عدالت نے چھوٹے شاہ صاحب کی سیر و سیاحت کے واسطے منظور کیا ہے۔ تو آپ کے خلف الرشید بزعم خود سجادہ نشین چوہا سیدن شاہ مزید تین ماہ جیل کے راحت اور فرحت فزا احاطہ میں آرام فرمائیں گے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار (ذکر داد۔ دولمیال)

344

تاریخ اسلام

مرتدین کی سرکوبی

امرائے لشکر کو فرمان اور باغیوں کے نام خطوط

اس مضمون کی گذشتہ قسط میں بیان کیا جاچکا ہے۔ کہ مرتدین اور باغیوں کی سرکوبی کے لئے لشکر اسلام کو گیارہ حصوں میں تقسیم کرکے مختلف اطراف میں روانہ کردیا گیا تھا۔ ہر امیر لشکر کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک فرمان امارت عطا فرمایا جس میں لشکر کے آرام و آسائش نیز جہاد کے متعلق ضروری ہدایات تھیں۔ اسی طرح مرتدین کے نام بھی خطوط لکھے گئے۔ جو لشکروں کی روانگی سے قبل ہی سفراء کے ذریعہ انہیں پہنچا دئے گئے یہ دراصل انتباہی خطوط تھے۔ جن میں انہیں اچھی طرح بتا دیا گیا تھا۔ کہ مذہب کے معاملہ میں کسی قسم کی رعایت نہ کی جائیگی۔ اور باغیوں کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا جائیگا۔ امرائے لشکر کو ہدایت کردی گئی تھی۔ کہ مرتدین کے نام کے خط کو مجمع میں ایک شخص بلند آواز سے پڑھ کر سنا دے۔ اور پہلے اذان دی جائے۔ اگر مرتدین بھی اذان کہیں۔ تو حملہ نہ کیا جائے۔ اور اگر نہ کہیں۔ تو ان سے اس کا سبب دریافت کیا جائے۔ اگر وہ انکار کریں۔ تو پھر پوری طرح مقابلہ کیا جائے اور انہیں وہ سزا دی جائے۔ جس کے وہ مستحق ہیں۔

طلیحہ بن خویلد کی سرکوبی

طلیحہ بن خویلد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہی مرتد ہوگیا تھا۔ اور حضور علیہ السلام کی وفات کی خبر سن کر اس نے نبوت کا دعویٰ کردیا تھا۔ کئی لوگ اس کے بہکانے سے مرتد ہو چکے تھے۔ اور اس نے بڑی جمعیت اپنے ساتھ کرلی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے حضرت عدی بن حاتم کو بھیجا۔ کہ ان لوگوں کو سمجھا کر راہ راست پر لائیں۔ بعد ازاں حضرت خالد بن ولید کی کمان میں ایک فوج بھی روانہ کردی۔ حضرت عدی کی تبلیغ سے کچھ لوگ تائب ہوگئے۔ لیکن ان کی تعداد چند سو سے زیادہ نہ تھی۔ حضرت خالد کے مقابلہ کے لئے طلیحہ آگے بڑھا۔ اور راستہ میں دو مسلمانوں کو شہید بھی کردیا۔ بزاخہ کے مقام پر دونوں فوجیں بالمقابل ہوئیں۔ طلیحہ خود تو چادر اوڑھ کر یہ ظاہر کرنے کے لئے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ کہ وہ وحی الٰہی کا انتظار کررہا ہے۔ اور اپنے لشکر کی قیادت اپنے ایک پیرو عیینہ بن حصن کے سپرد کردی۔ عیینہ بار بار جاکر دریافت کرتا۔ کہ کچھ وحی ہوئی ہے یا نہیں۔ آخر طلیحہ نے اسے بتایا۔ کہ جبریل میرے پاس آیا تھا۔ اور اس نے مجھے یہ کہا ہے کہ ان لک رحی کرحاہ وحدیثا لاتنساہ۔ یعنی تیرا امید بھی فریق ثانی کی امید کی سی ہے۔ اور تجھ پر ایسی حالت گذرے گی۔ جو ہمیشہ یاد رہیگی۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی بات کچھ زیادہ امید افزا نہ ہوسکتی تھی۔ اور دوسری طرف مسلمان مجاہدین کی شمشیر زنی اور بے پناہ حملوں نے قیامت بپا کررکھی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عیینہ نے حوصلہ ہار دیا۔ اور میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ ساتھ ہی اپنی قوم فزارہ کو بھی لے گیا۔

طلیحہ کی فراری اور انجام

طلیحہ نے جب یہ حالت دیکھی۔ تو وہ بھی اپنی بیوی کو ساتھ لے کر فرار ہوگیا۔ اور شام کی طرف نکل گیا۔ لیکن جب تمام فتن کے فرو ہونے کے بعد مرتدین کے لئے عام معافی کا اعلان کیا گیا۔ تو وہ واپس آگیا۔ اور مدینہ میں آکر دوبارہ مسلمان ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جنگ نہاوند کے موقعہ پر وہ اسلامی لشکر میں شامل تھا۔ اور اسی میں شہید ہوگیا۔ عیینہ بھاگتے ہوئے گرفتار کرلیا گیا تھا۔ اسے مدینہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پیش کیا گیا تھا۔ وہ معافی کا خواستگار ہوا۔ اور اسے معاف کردیا گیا۔ وہ صدق دل سے دوبارہ ایمان لایا۔ اور ثابت قدمی سے اس پر قائم رہا۔

حضرت خالدؓ کو نصائح

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب اس کامیابی کی اطلاع ہوئی۔ تو آپ نے حضرت خالد کو لکھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے جو انعام تم پر کیا ہے۔ اس کے عوض اس کا شکریہ ادا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے دل میں کسی قسم کا غرور یا عجب پیدا ہو۔

ام زمل کی ہزیمت

حضرت خالدؓ نے اس مقام پر کامل ایک ماہ قیام کیا۔ جن مرتدین نے بے گناہ مسلمانوں کو شہید کیا تھا۔ چن چن کر انتقام لیا۔ اور پوری طرح اقتدار و تسلط قائم کرنے کے بعد آپ ام زمل ایک عورت کے فتنہ کے انسداد کی طرف متوجہ ہوئے جس نے حصول ریاست کی خاطر طلیحہ سے مل کر مسلمانوں کے خلاف بہت حصہ لیا تھا۔ وہ مقابلہ پر آئی۔ لیکن بہت بری شکست کھا کر بھاگی۔ حضرت خالد کی ان مسلسل کامیابیوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ طلیحہ کے بہکانے سے جو قبائل اسلام سے برگشتہ ہوگئے تھے۔ ان پر حقیقت کھل گئی۔ اور وہ اپنے کئے پر نادم ہوکر دوبارہ داخل اسلام ہوگئے۔ دوسرے قبائل پر مسلمانوں کا رعب قائم ہوگیا۔ اور ارتداد و بغاوت کا جو فتنہ روز بروز بڑھتا جارہا تھا۔ وہ ایک حد تک رک ہوگیا۔

سلمیٰ بنت مالک کا قتل

قبائل غطفان و سلیم وغیرہ کے کچھ لوگ ہنوز بغاوت پر آمادہ تھے۔ اور مطیع نہیں ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک مرتد عورت سلمیٰ بنت مالک کو اپنا سردار بنالیا۔ چونکہ اس جمعیت کو منتشر کرنا بھی ضروری تھا۔ اس لئے حضرت خالد اپنی فوج کو لے کر اس کی طرف بڑھے۔ یہ عورت بھی مقابلہ کے لئے آمادہ ہوئی اور خود ایک ناقہ پر سوار ہوکر لشکر لڑاتی رہی۔ اس کے ناقہ کے اردگرد سو آدمیوں کا حلقہ تھا۔ جو سب کے سب مارے گئے۔ سلمیٰ کا ناقہ بھی زخمی ہوا اور وہ خود میدان جنگ میں قتل ہوئی۔ یہ انجام دیکھ کر اسکا لشکر بھاگ گیا۔

سجاح اور مسیلمہ کی ملاقات

سجاح بنت حارث ایک عیسائی عورت بھی نبوت کی دعویدار ہوئی۔ وہ ایک بڑی فوج جمع کرکے مدینہ پر حملہ کرنے کے لئے بڑھی۔ راستے سے بھی بعض قبائل اس کے ساتھ شامل ہوگئے۔ اثنائے سفر میں انہیں مسیلمہ کذاب کے دعویٰ کی اطلاع پہونچی۔ تو فیصلہ کیا گیا۔ کہ مدینہ پر حملہ کرنے سے قبل اس سے فیصلہ کرلینا چاہیئے۔ چنانچہ وہ یمامہ کی طرف روانہ ہوگئی۔ چونکہ مسیلمہ کے ساتھ مسلم مجاہدین جنگ آزما تھے۔ اس لئے جب اسے سجاح کے حملہ کی اطلاع ہوئی۔ تو وہ بہت گھبرایا۔ اور سجاح کے ساتھ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع کردیا۔ آخر قرار یہ پایا۔ کہ تخلیہ میں دونو کی گفتگو ہو۔ دونو نے ایک علیحدہ مکان میں ملاقات کی۔ اور مسیلمہ نے چکنی چپڑی باتوں سے سجاح کو رام کرلیا کہا جاتا ہے۔ کہ تین دن تک مسلسل یہ دونو اسی تخلیہ میں رہے دونوں کا نکاح قرار پاگیا۔ اور مہر کے طور پر مسیلمہ نے فجر اور عشاء کی نمازیں اس کی قوم کو معاف کردیں۔ اور ساتھ ہی یمامہ کی نصف پیداوار ہر سال دینے کا زبانی وعدہ بھی کرلیا

سجاح سے حضرت خالدؓ کا مقابلہ

اس طرح صلح کرکے وہ واپس لوٹ رہی تھی۔ کہ راستہ میں حضرت خالد بن ولید کے لشکر سے تصادم ہوگیا۔ خوب جنگ ہوئی۔ سجاح کے ساتھی مجبور ہوکر منتشر ہوگئے۔ اور اسکو بھاگ کر بنی تغلب میں چھپنا پڑا۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں جب سخت قحط پڑا۔ تو آپ نے سجاح اور اس کے قبیلہ کو اس جزیرہ سے لاکر کوفہ میں آباد کیا۔ یہ سب مسلمان ہوگئے اور پھر آخر تک ایمان پر قائم رہے۔ سجاح کی شکست کے بعد بنو تمیم نے جو اس کے ساتھ مرتد ہوگئے تھے۔ دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔ اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص مالک بن نویرہ بہت مشہور گذرا ہے جو عالی خاندان۔ بڑا بہادر شہسوار اور نامی شاعر تھا۔ وہ سجاح سے علیحدہ ہوکر بطاح میں چلا گیا تھا۔ اور بھی بعض لوگ اس کے ساتھ تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کچھ سپاہی اس کے تعاقب میں بھیجے جو انہیں گرفتار کرکے لے آئے۔ اور آخر کار وہ

مسلمانان پونچھ کے لئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مساعی

مسلمانان جاگیر پونچھ (کشمیر) جن جن ناقابل برداشت مصائب کا آج تک مسلسل تختہ مشق بنے ہوئے ہیں۔ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ الحمد للہ کہ ہماری چیخ و پکار اور آہ و زاری سے متاثر ہوتے ہوئے۔

محترم صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی

نے ہماری ہر طرح کی جائز امداد کرنے کا عزم بالجزم فرماتے ہوئے سب سے اول

وائسرائے بہادر

کی خدمت میں مورخہ ۴ اپریل ۱۹۳۲ء کو ہندوستان کے مشہور و معززترین اصحاب کا ایک وفد زیر قیادت چوہدری ظفر اللہ خان صاحب پیش کیا۔ اور مسلمانان کشمیر کے مصائب کے علاوہ خاص طور پر علاقہ پونچھ کے غریب اور بے گناہ مسلمانوں پر سردار گورمکھ سنگھ تحصیلدار مینڈر اور ٹھاکر دسنت رام ڈوگرہ مجسٹریٹ علاقہ کی بدعنوانیوں کی بدولت جو ظلم و ستم ڈھائے گئے ہیں۔ ان کی طرف توجہ دلائی۔

اخبار الفضل

کے ذریعہ موجودہ شورش کے حالات اور پونے چار لاکھ بے گناہ مسلمانان پونچھ کی داستان مظلومیت کے عنوان سے آٹھ صفحے کا ایک طویل مضمون جسمیں گذشتہ اور موجودہ نظام حکومت کا فوٹو کھینچا گیا تھا۔ اور آئندہ کے متعلق بہتری کی تجاویز پیش کی گئیں تھیں۔ شائع کر کے تمام عالم اسلامی اور مسلم پریس کو ہماری معاونت کے لئے متوجہ کر دیا۔ مزید برآں صدر محترم نے موجودہ مشکلات سے مخلصی دلانے کے لئے عملی طور پر بھی جد و جہد شروع کر رکھی ہے۔ اور ان بے گناہ مسلمان قیدیوں کو جن کی تعداد محض مقامی تعصب اور تنگ نظر ہندو حکام کی بدولت ۶۵۰ تک پہنچ چکی ہے۔ رہائی دلانے کے لئے

چوہدری عزیز احمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی

کو قانونی امداد کے لئے پونچھ بھیجا۔ چوہدری صاحب میں ہمدردی بنی نوع انسان کا مادہ بفضل تعالیٰ بدرجہ اتم موجود ہے۔ آپ زیر سماعت قیدیوں کی پیروی کے علاوہ سزا یافتہ قیدیوں کی اپیلیں بھی دائر کر رہے ہیں۔ چوہدری صاحب کے علاوہ دیگر حالات کی صحیح تحقیقات اور مشکلات کے رفع کے واسطے آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے اپنے قابل نمائندے

جناب سید زین العابدین صاحب

کو بھی پونچھ بھیجا۔ جنہوں نے یہاں پہنچتے ہی پہلے وزیر صاحب اور راجہ صاحب سے ابتدائی ملاقات کی پھر تمام فساد زدہ علاقہ تھکیالہ مینڈر اور سوہرن کا دورہ کیا۔ اور صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے تھکیالہ مینڈر اور سوہرن کے شریف ہندوؤں اور مسلمانوں کے بیانات قلمبند فرمائے۔ تمام مواقع کو بچشم خود ملاحظہ فرما کر نقشہ مرتب کیا۔ عمال حکومت کی بدعنوانیاں بھی سنیں۔ اور قلمبند کیں۔ اس کے بعد واپس شہر پونچھ میں پہنچکر پہلے وزیر صاحب سے اور پھر سری راجہ صاحب بہادر پونچھ سے کامل اڑھائی گھنٹہ تک تبادلۂ خیالات کر کے رعایا کو موجودہ مصائب سے نجات دلانے کی صحیح تدابیر پیش کیں۔ یہاں یہ بھی عرض کر دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ جناب سید صاحب موصوف کے آنے سے مسلمانان پونچھ کو بہت کچھ اطمینان اور سکون حاصل ہوا۔ سرمرفیروز خان و سردار منصور خان کی سخت سزا یابی پر لوگوں کا مکمل ہڑتال کر نیکا خیال تھا۔ مگر سید صاحب موصوف کے نیک اثرات کی بنا پر ہڑتال ہوتے ہوتے رک گئی۔ سرداران مذکور اور ان جیسے دیگر بیگناہ لوگ ہندو متعصب افسروں کی وجہ سے سزا یافتہ ہو کر کولہو اور چکی کے آگے جوتے جا رہے ہیں۔ کمزور اور بوڑھوں کو پتھر کوٹنے کے کام پر لگایا جاتا ہے۔ سید صاحب ممدوح کی جو گفتگو سرکار والا مدار سے ہوئی۔ اسکی تفصیلات ابھی تک پردہ اخفا میں ہیں۔ لیکن جو کچھ سننے میں آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ صاحب موجودہ خطرناک حالت کے خطرات کا جو ٹھاکر دسنت رام اور ان کے ساتھیوں کی جھوٹی کارروائیوں کی وجہ سے پیدا ہو چکی ہے۔ احساس کر رہے ہیں۔ لیکن یہ علم نہیں۔ کہ ان کا یہ احساس ہندوانہ منصوبہ بازی کے مقابلہ میں نتیجہ خیز بھی ثابت ہوتا ہے یا نہیں۔ اس سے پہلے جہاں جہاں بھی سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب جناب صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی طرف سے سیاسی مشکلات کے حل کرنے کے لئے بھیجے گئے وہاں ان کو کامیابی نصیب ہوئی۔ جیسا کہ وقتاً فوقتاً اخبارات کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا رہا ہے لیکن یہاں ان کے سامنے ایک بہت کڑی منزل درپیش ہے۔ ہم امید کرتے ہیں۔ کہ شاہ صاحب ہر صورت ریاست کے صرف زبانی وعدوں پر اکتفا کر کے بیچارگان پونچھ کو خطرناک ابتلاؤں کے حوالے کر کے یہاں سے رخصت نہیں ہوں گے۔

مہاراجہ بہادر سے درخواست

ہے۔ کہ جبکہ علاقہ ہذا حضور کی ایک ماتحت جاگیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس سے پیشتر یہاں تمام قوانین حضور والا کی مملکت کے ہی نافذ و رائج ہیں۔ تو پھر لازمی ہے۔ کہ یہاں کی رعایا کو بھی ان جدید اصلاحات سے جو جناب والا نے جموں و کشمیر کے لئے منظور کی ہیں مستفیض فرمایا جائے۔ اور اسمبلی میں ہماری نمائندگی بھی منظور کی جائے۔

مہا سبھائی ذہنیت

مہا سبھائی پارٹی پونچھ اس خوف سے کہ مبادا کہیں اصلیت نہ کھل جائے۔ جناب سید زین العابدین صاحب کے ورود پونچھ ہونے اور فساد زدہ علاقہ میں دورہ کر کے شریف ہندوؤں کے بیانات لینے پر اندر ہی اندر حسب عادت قدیم پروپیگنڈا کر رہی ہے اور سنا ہے۔ کہ ان ہندوؤں سے جنہوں نے سچی شہادتیں دی تھیں۔ اس قسم کی درخواست سری راجہ صاحب کے پاس بھجوائی ہے۔ کہ جناب سید صاحب نے ہمیں دھوکا دیکر ہم سے اس قسم کے بیانات حاصل کئے ہیں۔ جو غلط تصور کئے جائیں۔ اس درخواست کی صداقت کا اندازہ صرف اسی سے لگ سکتا ہے۔ کہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایک پردیسی شخص جس کا نہ کوئی اس علاقہ میں واقف ہو۔ نہ پولیس اور ملٹری کی امداد حاصل ہو۔ ایک ہندو حکومت میں جا کر ہندوؤں سے ڈرا دھمکا کر غلط بیانات حاصل کر سکے۔ چونکہ اس گندی ذہنیت کے مالک خود شب و روز اس قسم کی ناجائز حرکات کے عادی ہیں۔ اس واسطے وہ دوسروں پر بھی اس قسم کا شبہ کرتے رہتے ہیں۔

حکومت جاگیر پونچھ

کو لازم ہے۔ کہ ان بے سروپا اور لغو باتوں کو نظر انداز کر کے اپنے ملک اور اپنی رعایا کی بہتری اور بحالی امن کے لئے کوشش کرے۔ اور یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ جب رعایا کو اس کے جائز حقوق دیئے جائیں۔

(دستی مخدومی متوطن پونچھ)

ایک غلط اطلاع کی تردید

میرے محترم ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ کے اخبار مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۳۲ء صفحہ ۹ پر بعنوان "غدار قوم کی شرارتیں" ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ جس کے دیکھنے سے راقم کو سخت تعجب ہوا۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ غنی خان صاحب معروف مینڈے نے ایک دعوت مولوی عتیق اللہ صاحب و مولوی یوسف شاہ صاحب کو حسب عادت و عزت دی۔ اس میں شہر کے پیرزادگان۔ سادات۔ تاجران سری نگر اور چند رؤسا شامل تھے۔ مگر یہ کوئی سازش کی میٹنگ نہ تھی۔ نہ ہی بقول آپکے نامہ نگار کے سب ممبران جمع نہ ہونے کی وجہ سے میٹنگ برخواست ہوئی اور دوسرے روز خواجہ سعد الدین صاحب شال کے ہاں جمع ہو کر فخر قوم شیخ محمد عبد اللہ کے خلاف پروپیگنڈا کیا گیا۔ کہ ان کو رہا نہ کیا جائے۔

راقم الحروف نہ ہی غنی خان صاحب کی دعوت میں شامل تھا اور نہ ہی سعد الدین صاحب شال کے مکان پر میں کبھی ایسی میٹنگ میں شامل ہوا اور نہ ہی ایسی کوئی میٹنگ منعقد ہوئی۔ واضح رہے۔ کہ ایک مسلمان خاص کر اور خادم مسلمان کے خلاف ایسا ناپاک خیال دل میں پیدا کرنا ہی راقم

امریکہ کے احمدی مبلّغ کا ذکر

امریکن اخبارات میں

احمدی مبلغ سپرنگ فیلڈ میں

امریکہ کا ایک اخبار سپرنگ فیلڈ یونین ۱۷ فروری ۱۹۳۲ء ... مطیع الرحمان صاحب ایم۔ اے کا فوٹو شایع کرتا ہوا لکھتا ہے۔

ڈاکٹر صوفی۔ ایم۔ آر بنگالی پہلی مرتبہ کل یہاں پہنچے۔ آپ ... سے امریکہ میں بطور مشنری کام کر رہے ہیں کئی شہروں ... افراد کی جماعتیں قائم کر چکے ہیں۔ آپ پنجاب یونیورسٹی ... گریجویٹ ہیں۔ اور مسلم سن رائز کی ایڈیٹری بھی کرتے ہیں۔ جو ... بیس ہزار لوگوں میں پڑھا جاتا ہے۔

جماعت احمدیہ کی بنیاد حضرت احمد نے رکھی جنہیں ان کے ... حضرت اسلام کے تن مردہ میں جان ڈالنے والے اور اسے صحیح ... میں دنیا میں پیش کرنے والے سمجھتے ہیں۔ بلکہ مسیح موعود اور ... بھی مانتے ہیں۔ اس جماعت میں سب لوگ داخل ہو سکتے ہیں ... میں جماعت کی تعداد ۵ لاکھ کے قریب ہے۔

آپ نے بتایا۔ کہ اس جماعت سے تعلق رکھنے والے خدا کو ایک ... ہیں۔ اور یقین رکھتے ہیں۔ کہ اپنی مخلوق کی ہدایت و راہنمائی ... لئے وہ رسول مبعوث کرتا رہتا ہے۔ حضرت احمد کو وہ اس زمانہ کا ... رسول سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر بنگالی چھریرے بدن کے نوجوان ہیں۔ اپنا ملکی لباس پہنتے ... بے تکلف انگریزی بولتے ہیں۔ اور خاموش خلوت پسند آدمی ہیں ... انہوں نے کہا۔ موجودہ کساد بازاری کی نوبت نہ آتی۔ اگر امریکہ ... اسلام کے پیشکردہ اقتصادی نظام کے ماتحت ہوتا۔ آپ نے بتایا۔ ... اس نظام کے تین اہم پہلو ہیں۔ قانون وراثت۔ مسئلہ زکوٰۃ اور ... حرمت سود۔ آپ کا دعویٰ ہے۔ کہ سود کے بغیر بھی تجارت ہو سکتی ... ہے۔ اور مسلمانوں نے اپنے تنزل سے قبل کر کے دکھائی ہے۔ ... اسلام کو غلط طور پر محمڈن ازم کہا جاتا ہے۔ اسلام کے معنی امن اور ... سلامتی کے ہیں۔ اسلام نے مذہب میں عورتوں کو مردوں کے مساوی ... درجہ دیا ہے۔ ان کے حقوق کی حفاظت کی ہے۔ اور ان کے ... مقام کو بلند کیا ہے۔ اقتصادی مشکلات کے حل بتائے ہیں۔ اسلام ... سائنس اور تعلیم کی ترقی کا موجب ہوا ہے۔ نماز رمضان کے روزے ... زکوٰۃ اور صاحب استطاعت کے لئے حج ضروری ارکانِ اسلام ہیں۔

آلن ٹون میں لیکچر

امریکہ کا اخبار Allen Town Morning Call ۲۸ فروری ۱۹۳۲ء لکھتا ہے:۔

گزشتہ شب لیبر ٹمپل میں جو حاضرین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ ڈاکٹر صوفی ایم۔ آر بنگالی نے احمدیت پر تقریر کی۔ اس تحریک کے اصول بیان کرنے کے بعد آپ نے بتایا۔ کہ کس طرح اسلام کے پیشکردہ نظام کے ماتحت موجودہ کساد بازاری کا مقابلہ ممکن ہے۔ آپ نے بتایا۔ کہ اسلام کو غلط طور پر محمڈن ازم کہا جاتا ہے۔ احمدیت کے بانی حضرت مرزا غلام احمد صاحب ہیں۔ جو موعود کل ادیان ہونے کے مدعی ہیں۔ اس تحریک کا منشا دنیا میں حقیقی اسلام کا قیام۔ بنی نوع انسان کا ترقہ اور دنیا میں قیام امن ہے۔ موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ہیں جنہوں نے دنیا کے مختلف حصوں میں مشن قائم کر دیئے ہیں۔

ڈاکٹر بنگالی گزشتہ تین سال سے اس ملک میں کام کر رہے ہیں۔ اس عرصہ میں کئی مشن کھولے اور کئی مقامات پر جماعتیں قائم کی ہیں۔ اس شہر میں آپ کی یہ پہلی آمد ہے اور یہاں جماعت قائم کرنے کی امید میں آپ چند روز یہاں قیام کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جنکنٹن ٹاؤن میں تقریر

جنکنٹن ٹاؤن کا ایک اخبار Friends Intelligence ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء لکھتا ہے

مسٹر بنگالی سبز لمبا چغہ اور پگڑی اور سیاہ ڈاڑھی کے باعث بہت بھلے معلوم ہوتے تھے۔ آپ کا انداز تکلم دلکش تھا۔ زبان انگریزی فصیح و شستہ اور مضمون اچھی طرح مرتب کیا گیا تھا۔ جسے آپ نے خوبی کے ساتھ پیش بھی کیا۔

بہت لوگ یہ معلوم کر کے حیران رہ گئے۔ کہ اسلام بہت سی باتوں میں عیسائیت کی ترقی یافتہ صورت سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔ مسٹر بنگالی نے بتایا۔ کہ اسلام کے معنی امن کے ہیں۔ لیکن مسلمان مدافعت کے طور پر لڑائی کو جائز سمجھتے ہیں۔ اسلام میں جمہوریت اور مساوات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور دولت سے کوئی منصب یا اعزاز حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ وہ مانتے ہیں۔ کہ تمام مذاہب کی اصل ایک ہی ہے۔ اور وہ نہ صرف حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) بلکہ یسوع۔ بدھ۔ کنفیوشس اور دوسرے بزرگان مذہب کی روحانی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔ مسٹر بنگالی کی تقریر نے حاضرین کے سامنے اسلام کے متعلق ایک نیا نقطۂ نگاہ پیش کیا۔ ان کے دلوں میں اس کے متعلق ہمدردی اور اچھے خیالات پیدا کر دیئے۔

سوموار کی شب اور منگل کی صبح مسٹر بنگالی Pendle Hill میں مہمان تھے۔ جہاں آپ نے ہندوستان کی اقلیتوں کے مسئلہ پر بحث کی۔ اور ہندو مسلم سوال پر بھی روشنی ڈالی:۔

امریکہ کا ایک عربی اخبار

نیویارک سے ایک روزانہ عربی اخبار "البیان" شایع ہوتا ہے جس نے اپنے ۲۲ مارچ ۱۹۳۲ء کے پرچہ میں حسب ذیل نوٹ شایع کیا ہے:۔

زارنا فی ھذہ الادارۃ حضرت الفاضل الدکتور صوفی مطیع الرحمٰن البنگالی مدیر جریدۃ شمس الاسلام التی تصدر فی مدینۃ شیکاغو باللغۃ الانکلیزیۃ واحد المبشرین فی الاسلام من قبل احدی الجمعیات التبشیریۃ بالھند وقد انسنا بہ رجلا فاضلا دمث الاخلاق صادق المبدا وھو یتکلم اللغۃ العربیۃ الفصحیٰ وضلیع باللغۃ الانکلیزیۃ ویتکلم ثلاث لغات ھندیۃ وسیمکث فی نیویارک نحو اسبوع یخطب فی اثنائہ بالنوادی الامیرکیۃ فی موضوع الاسلام والمسلمین وقد اخبرنا انہ زار مدینہ بتسبرغ وفیلادلفیا وسپرنغفلید والقی عدۃ محاضرات فی نفس الموضوع بتلک المدن الثلاثۃ المذکورۃ فنرحب بہ ونرجو لہ طیب الاقامۃ والتوفیق بمہمتہ

ترجمہ۔ فاضل ادیب ڈاکٹر صوفی مطیع الرحمٰن صاحب بنگالی جو اس رسالہ سن رائز کے ایڈیٹر ہیں۔ جو شکاگو سے زبان انگریزی میں شایع ہوتا ہے۔ اور ہندوستان کی تبلیغی جماعتوں میں سے ایک کی طرف سے اسلامی مبلغ بھی ہیں۔ ان سے ہماری ملاقات ہوئی۔ ہم نے ان کو ایک بڑا عالم با اخلاق اور خوش گفتار پایا۔ آپ عربی اور انگریزی دونوں زبانیں نہایت فصاحت سے بولتے ہیں۔ بلکہ اردو زبان کے بھی ماہر ہیں۔ اس طرح تین زبانیں جانتے ہیں۔ (بنگالی ان کی مادری زبان ہے) آپ نیویارک میں ابھی چند ہفتے اور ٹھہریں گے۔ آپ اپنی تقاریر میں اسلام اور مسلمانوں کے مفاد کے متعلق نہایت قیمتی معلومات بیان کرتے ہیں۔ آپ نے یہ بھی بیان کیا۔ کہ آپ پٹس برگ۔ فیلاڈلفیا سپرنگ فیلڈ وغیرہ شہروں میں بھی گئے۔ اور وہاں اسلام کے محاسن پر متعدد لیکچر دیئے ہم موصوف کا نہایت خوشی سے خیر مقدم کرتے۔ اور ان کی کامیابی اور اچھی اقامت کے لئے دعا کرتے ہیں:۔

اس اقتباس سے ظاہر ہے۔ کہ جناب صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم۔ اے احمدی مبلغ کو امریکہ کے عربوں میں بھی خدا کے فضل سے خاص رسوخ حاصل ہو رہا ہے۔ اور صوفی صاحب موصوف بھی ان کی طرف خصوصیت کے ساتھ متوجہ ہو رہے ہیں۔ جس شہر میں عرب کی جماعت پائی جاتی ہے۔ وہاں جانے پر ان کے ساتھ واقفیت پیدا کرتے اور انہیں اسلامی تعلیم دیتے ہیں۔ چنانچہ سپرنگ فیلڈ شہر میں انہوں نے عربوں میں تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی بشارت دی۔

مراسلات

کسر صلیب سے کیا مراد ہے

۲۸ اپریل ۱۹۳۲ء کے اخبار "انقلاب" میں مدیر "افکار وحوادث" اپنی مخصوص طرز نگارش میں سکھوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"لارنس کا بت توڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ تعصب کے بت توڑو۔ تنگدلی کے بت کو توڑو۔ مسلمان سے بڑھ کر کوئی بت شکن آج تک پیدا نہیں ہوا۔ جب وہ بت شکنی پر آمادہ ہوا۔ تو لارنس کا بت نہ توڑے گا۔ بلکہ اس قومیت پرستی کے بت کو توڑیگا۔ جس نے ہندوؤں اور سکھوں کو حریت خواہی کے دعووں کے باوجود ملک کے بہترین مفاد کا دشمن بنا رکھا ہے۔"

کیا ہی خوب فرمایا۔ نہ صرف اس لئے کہ سکھوں کو قابل قدر نصیحت کی۔ اور مسلمانوں کو ان کا نہایت اہم فرض یاد دلایا۔ بلکہ اس لئے بھی۔ کہ علماء کی پیدا کردہ ایک الجھن کو بھی دور کر دیا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔

یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر۔ علماء دیوبند وغیرہم اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ حضرت مسیح (نعوذ باللہ) ان جنگلی سؤروں کو جو غلاظت کھاتے پھرتے ہیں۔ ماریں گے۔ اور اس لکڑی کی صلیب کو جسے عیسائیوں نے گرجوں پر نصب کر رکھا ہے۔ توڑیں گے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ لکڑی کی صلیب کو توڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح صلیب پرستی کے بت کو توڑیں گے۔ حیات مسیح کے عقیدہ کے بت کو توڑیں گے۔ اور تثلیث کے بت کو اپنے دلائل حقہ و براہین ساطعہ کے قشون قاہرہ سے پاش پاش کریں گے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسا کر دکھایا۔ اور ایک دنیا اس کی قائل ہو گئی۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو ابھی تک ظاہری الفاظ کو پکڑے بیٹھے ہیں۔ اور حقیقی مفہوم و مدعا کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی

قابل توجہ افسران محکمہ تعلیم پنجاب

آج کل ہر طرف تخفیف کا دور دورہ ہے۔ اس کا نمایاں اثر ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدرسین پر بھی پڑا ہے۔ اور پڑنے والا ہے۔ یعنی پہلے تیس۳۰ سے زائد تنخواہ والے مدرسین کی تنخواہوں میں دس فیصدی تخفیف کی گئی ہے۔ اب سننے میں آیا ہے۔ کہ ہر کہ ومہ پر اس کا اثر پڑے گا۔ نیز ۳۰ سالہ سروس اور ۵۵ سالہ عمر والے اساتذہ کو بھی سبکدوش کر دیا جائیگا۔ استاد سترہ سالہ عمر میں ملازم رکھے جاتے ہیں۔ اس حساب سے ان کو ۴۷ سال کی عمر میں جواب مل جائیگا۔ اور یہ ایسی عمر ہے۔ جس میں ریٹائر شدہ معلمین کوئی دیگر ذریعہ معاش مہیا نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر تعلیم نے بھی سرکلر جاری کر دیا ہے۔ کہ تیس سالہ سروس والے اساتذہ کو جس قدر جلد ممکن ہو۔ فارغ کر دیا جائے۔ حالانکہ گورنمنٹ سروس میں ۵۵ سالہ ریٹائر کئے جاتے ہیں۔ واقعی یہ عمر ایسی ہے۔ جس میں قوئی کمزور ہو جاتے ہیں۔ مگر تیس سالہ سروس کے بعد بلحاظ تجربہ اور بلحاظ اخلاقی پہلو کے مدرس حقیقی مدرس بنتا ہے۔ اور اس عمر میں قومی کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ لہٰذا افسران سررشتہ تعلیم جن کے ہاتھ میں محکمہ کی باگ ڈور ہے۔ اور محکمہ کے ارباب حل وعقد کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ۳۰ سالہ سروس کی بجائے ۵۵ سال کی عمر میں مدرس کو ریٹائر کیا جائے۔ بصورت دیگر اساتذہ کی حالت نہایت قابل رحم ہو جائیگی۔ اگر بورڈ کو مالی گنجائش ہی مطلوب ہے۔ اور اس کا حاصل ہونا کسی اور طرح ممکن نہیں۔ تو تمام عملہ کی تنخواہوں میں دس فی صدی کی بجائے ۱۵ یا ۲۰ فیصدی کی تخفیف کر دی جائے۔ (ایک مدرس)

انجینئرنگ سکول رسول کے متعلق

پنجاب کونسل میں سوالات

شیخ عبد الغنی صاحب ممبر پنجاب کونسل مندرجہ ذیل سوالات گورنمنٹ انجینئرنگ سکول رسول کے متعلق کونسل کے حال کے اجلاس میں پیش کریں گے۔

(۱) کیا یہ سچ ہے۔ کہ گورنمنٹ انجینئرنگ سکول آف رسول میں اوورسیر کلاس میں داخلہ کے وقت مسلمانوں کو ۴۰ فیصدی تناسب دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ سچ ہے۔ کہ اس سکول میں اوورسیر کلاس میں ملازمتیں دیتے وقت مسلمانوں کو ۵۰ فیصدی تناسب دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ سچ ہے۔ کہ مذکورہ بالا سکول میں ڈرافٹسمین و ہیڈ ڈرافٹسمین کلاس میں مسلمانوں کو نہ تو داخلہ کے وقت ۴۰ فیصدی تناسب اور نہ ہی ملازمتیں دیتے وقت ۵۰ فیصدی تناسب دیا جاتا ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(د) کیا آنریبل وزیر زراعت تفصیلی پندرہ سالوں کے اعداد میز پر رکھیں گے۔ جس سے یہ معلوم ہو سکے۔ کہ پچھلے سالوں میں کتنے مسلمان طلباء اور غیر مسلمان طلباء کے ہیں اس سکول سے ڈرافٹسمین و ہیڈ ڈرافٹسمین کی اسامیوں پر محکمہ آبپاشی و محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ بارک ماسٹری میں لگائے گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ سچ ہے۔ کہ وہ مسلمان لڑکے جو کہ ڈرافٹسمین و ہیڈ ڈرافٹسمین کلاس میں سے پاس ہوتے ہیں۔ ان کو سرکاری ملازمتوں میں اس تناسب سے جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے مختلف اقوام کے لئے مقرر ہے نہیں لیا جاتا۔ اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو گورنمنٹ ان احکام کو جو سرکاری ملازمتوں میں مختلف اقوام کے لئے تناسب رکھنے کے لئے جاری کئے ہوئے ہیں۔ پورا کرنے کے لئے کیا کریگی۔

(۳) کیا یہ سچ ہے۔ کہ ۱۹۳۲ء میں ڈرافٹسمین وغیرہ کلاس میں اس سکول کی طرف سے سرکاری ملازمتوں کے لئے ایک تعداد مقرر تھی۔ اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو کیا آنریبل وزیر زراعت بتائیں گے کہ ایسی ملازمتوں کی کل تعداد کتنی ہے۔ اور مسلمانوں کو ان میں سے کتنی دی جائیں گی۔ (نامہ نگار)

ریاست کشمیر میں اصلاحات جلد نافذ کی جائیں

ریاست کشمیر میں گلانسی اصلاحات کا اعلان ہو چکا۔ کل ایک دیہاتی زمیندار کو میں سنا رہا تھا کہ آخر مہاراجہ بہادر نے فلاں فلاں اصلاحات تو زمینداروں کو دے دیں۔ وہ جہاندیدہ بوڑھا تھا۔ کہنے لگا مہاراج صاحب وہ رعائتیں دیدیں۔ مگر ہم تو تب جانیں گے۔ جب ان کا نفاذ ہوگا۔ یہ درست ہے۔ زمیندار طبقہ میں سب سے زیادہ محسوس ہونے والی معافی کاہچرائی اور حقوق ملکیت و مالکانہ کی اصلاحات ہیں۔ مگر ان کے لئے جو یہ شرط رکھی گئی ہے۔ کہ فساد زدہ علاقہ اظہار پشیمانی کرے۔ تو پھر اس علاقہ میں کوئی افسر مناسب شرائط کے تحت ان کا نفاذ کریگا۔ اس کی وجہ سے بہت نا امیدی ہو رہی ہے۔ فسادات تو ایک عارضی ہنگامہ تھا۔ جو گزر گیا۔ اب زمیندار رعایا بالکل مطمئن ہے۔ یہاں تک کہ ہندوؤں کے آباد کرنے کے سلسلہ میں مسلمان بہت کچھ مروت سے کام لے رہے ہیں۔ جس قدر ان مراعات کو جلد عملی جامہ پہنایا جائیگا۔ اتنا ہی

مراسلات

کسر صلیب سے کیا مراد ہے

۲۸ اپریل ۱۹۴۲ء کے اخبار "انقلاب" میں مدیر "افکار وحوادث" اپنی مخصوص طرز نگارش میں سکھوں کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"دارفس کا بت توڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ تعصب کے بت توڑو۔ تنگدلی کے بت کو توڑو۔ مسلمان سے بڑھ کر کوئی بت شکن آج تک پیدا نہیں ہوا۔ جب وہ بت شکنی پر آمادہ ہوا۔ تو دارفس کا بت نہ توڑے گا۔ بلکہ اس قومیت پرستی کے بت کو توڑیگا۔ جس نے ہندوؤں اور سکھوں کو حریت خواہی کے دعووں کے باوجود ملک کے بہترین مفاد کا دشمن بنا رکھا ہے۔"

کیا ہی خوب فرمایا۔ نہ صرف اس لئے کہ سکھوں کو قابل قدر نصیحت کی۔ اور مسلمانوں کو ان کا نہایت اہم فرض یاد دلایا۔ بلکہ اس لئے بھی۔ کہ علماء کی پیدا کردہ ایک الجھن کو بھی دور کردیا۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق احادیث میں آتا ہے۔ یکسر الصلیب ویقتل الخنزیر۔ علماء دیوبند وغیرہم اس کے یہ معنی کرتے ہیں کہ حضرت مسیح (نعوذ باللہ) ان جنگلی سوئروں کو جو غلاظت کھاتے پھرتے ہیں۔ ماریں گے۔ اور اس لکڑی کی صلیب کو جسے عیسائیوں نے گرجوں پر نصب کر رکھا ہے۔ توڑیں گے۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ لکڑی کی صلیب کو توڑنے سے کیا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح صلیب پرستی کے بت کو توڑیں گے۔ حیات مسیح کے عقیدہ کے بت کو توڑیں گے۔ اور تثلیث کے بت کو اپنے دلائل حقہ و براہین ساطعہ کے قتون قاہرہ سے پاش پاش کریں گے چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسا کر دکھایا۔ اور ایک دنیا اس کی قائل ہو گئی۔ مگر افسوس ان لوگوں پر جو ابھی تک ظاہری الفاظ کو پکڑے بیٹھے ہیں۔ اور حقیقی مفہوم و مدعا کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ حافظ سلیم احمد اٹاوی

قابل توجہ افسران محکمہ تعلیم پنجاب

آج کل ہر طرف تخفیف کا دور دورہ ہے۔ اس کا نمایاں اثر ڈسٹرکٹ بورڈ کے مدرسین پر بھی پڑا ہے۔ اور پڑنے والا ہے۔ یعنی پہلے تیس ۳۰ سے زائد تنخواہ والے مدرسین کی تنخواہوں میں دس فیصدی تخفیف کی گئی ہے۔ اب سننے میں آیا ہے۔ کہ ہر کہ و مہ پر اس کا اثر پڑے گا۔ نیز ۳۰ سالہ سروس اور ۵۵ سالہ عمر والے اساتذہ کو بھی سبکدوش کر دیا جائیگا۔ استاد سترہ سالہ عمر میں ملازم رکھے جاتے ہیں۔ اس حساب سے ان کو ۴۸ سال کی عمر میں جواب مل جائیگا۔ اور یہ ایسی عمر ہے۔ جس میں ریٹائر شدہ معلمین کوئی دیگر ذریعہ معاش مہیا نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا ہے کہ وزیر تعلیم نے بھی سرکلر جاری کر دیا ہے۔ کہ تیس سالہ سروس والے اساتذہ کو جس قدر جلد ممکن ہو۔ فارغ کردیا جائے۔ حالانکہ گورنمنٹ سروس میں ۵۵ سالہ ریٹائر کئے جاتے ہیں۔ واقعی یہ عمر ایسی ہے۔ جس میں قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں۔ مگر تیس سالہ سروس کے بعد بلحاظ تجربہ اور بلحاظ اخلاقی پہلو کے مدرس حقیقی مدرس بنتا ہے۔ اور اس عمر میں قومی کام کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ لہٰذا افسران سررشتہ تعلیم جن کے ہاتھ میں محکمہ کی باگ ڈور ہے۔ اور محکمہ کے ارباب عقد و حل کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ ۳۰ سالہ سروس کی بجائے ۵۵ سال کی عمر میں مدرس کو ریٹائر کیا جائے۔ بصورت دیگر اساتذہ کی حالت نہایت قابل رحم ہو جائیگی۔ اگر بورڈ کو مالی گنجائش ہی مطلوب ہے۔ اور اس کا حاصل ہونا کسی اور طرح ممکن نہیں۔ تو تمام عملہ کی تنخواہوں میں دس فی صدی کی بجائے ۱۵ یا ۲۰ فیصدی کی تخفیف کر دی جائے۔ (ایک مدرس)

انجنیرنگ سکول رسول کے متعلق
پنجاب کونسل میں سوالات

شیخ عبد الغنی صاحب ممبر پنجاب کونسل مندرجہ ذیل سوالات گورنمنٹ انجنیرنگ سکول رسول کے متعلق کونسل کے حال کے اجلاس میں پیش کریں گے۔

(ا) کیا یہ سچ ہے۔ کہ گورنمنٹ انجنیرنگ سکول آف رسول میں اوورسیر کلاس میں داخلہ کے وقت مسلمانوں کو ۴۰ فیصدی تناسب دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ سچ ہے۔ کہ اس سکول میں اوورسیر کلاس میں ملازمتیں دیتے وقت مسلمانوں کو ۵۰ فیصدی تناسب دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ سچ ہے۔ کہ مذکورہ بالا سکول میں ڈرافٹسمین و ہیڈ ڈرافٹسمین کلاس میں مسلمانوں کو نہ تو داخلہ کے وقت ۴۰ فیصدی تناسب اور نہ ہی ملازمتیں دیتے وقت ۵۰ فیصدی تناسب دیا جاتا ہے۔ اگر یہ ٹھیک ہے۔ تو اس کی کیا وجہ ہے

(د) کیا آنریبل وزیر زراعت [illegible] پچھلے پندرہ سالوں کی فہرست میز پر رکھیں گے۔ جس سے [illegible] معلوم ہو سکے۔ کہ پچھلے پندرہ سالوں میں کتنے مسلمان طلباء [illegible] غیر مسلمان طلباء کے مقابلہ میں اس سکول سے ڈرافٹسمین [illegible] و ہیڈ ڈرافٹسمین کی مستقل اسامیوں پر محکمہ آبپاشی و محکمہ [illegible] پی۔ ڈبلیو ڈی۔ محکمہ بارکس ماسٹری میں لگائے [illegible] گئے ہیں۔

(ب) کیا یہ سچ ہے۔ کہ وہ [illegible] مسلمان لڑکے جو کہ ڈرافٹسمین و ہیڈ ڈرافٹسمین کلاس میں سے [illegible] پاس ہوتے ہیں۔ ان کو بھی سرکاری ملازمتوں میں اس [illegible] تناسب سے جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے مختلف اقوام کے [illegible] مقرر ہے۔ نہیں لیا جاتا۔ اگر یہ ٹھیک ہے۔ [illegible] گورنمنٹ ان احکام کو جو کہ سرکاری ملازمتوں میں مختلف [illegible] اقوام کے لئے تناسب قائم رکھنے کے لئے جاری کئے [illegible] ہوئے ہیں۔ پورا کرنے کے لئے کیا کریگی۔

(۳) کیا یہ سچ ہے۔ کہ ۱۹۲[illegible]ء میں ڈرافٹسمین و ہیڈ ڈرافٹسمین کلاس میں اس سکول کی [illegible] طرف سے سرکاری ملازمتوں کے لئے ایک تعداد مقرر تھی۔ [illegible] اگر یہ ٹھیک ہے۔ [illegible] تو کیا آنریبل وزیر زراعت بتائیں گے کہ ایسی ملازمتوں کی کل [illegible] تعداد کتنی ہے۔ اور مسلمانوں کو ان میں سے کتنی دی جائیں گی۔ (نامہ نگار)

ریاست کشمیر میں اصلاحات جلد نافذ کی جائیں

ریاست کشمیر میں [illegible] کانسی اصلاحات کا اعلان ہو چکا ہے کل ایک دیہاتی زمیندار [illegible] کو میں سنا رہا تھا کہ آخر مہاراجہ صاحب بہادر نے فلاں فلاں [illegible] اصلاحات تو زمینداروں کو دے ہی دیں۔ وہ جہاندیدہ بوڑھا [illegible] یا تھا۔ کہنے لگا مہاراجہ صاحب نے وہ رعائتیں دیدیں۔ [illegible] مگر ہم تو تب جانیں گے۔ جب ان کا نفاذ ہوگا۔ یہ درست [illegible] ہے۔ زمیندار طبقہ میں سب سے زیادہ محسوس ہونے [illegible] والی معافی کاہچرائی اور حقوق ملکیت و مالکانہ کی اصلاحات [illegible] ہیں۔ مگر ان کے لئے جو یہ شرط رکھی گئی ہے۔ کہ فسادز[illegible] وہ علاقہ اظہار پشیمانی کرے۔ تو پھر اس علاقہ میں کوئی [illegible] فرسناسب شرائط کے تحت ان کا نفاذ کریگا۔ اس کی [illegible] وجہ سے بہت ناامیدی ہو رہی ہے فسادات تو ایک عارضی [illegible] ہی ہنگامہ تھا۔ جو گزر گیا۔ اب زمیندار رعایا بالکل مطمئن [illegible] ہے۔ یہاں تک کہ ہندوؤں کے آباد رہنے کے سلسلہ میں مسلمان [illegible] بہت کچھ مروت سے کام لے رہے ہیں جس قدر ان مراعات [illegible] کو جلد عملی جامہ پہنایا جائیگا۔ اتنا ہی

وصیت نمبر ۳۵۵۴

میں رحمت خاں ولد سوہنے خاں قوم راجپوت تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء عمر ۴۲ سال ساکن سڑدعہ ضلع ہوشیارپور ڈاکخانہ خاص حال قادیان دارالامان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ $\frac{11}{31}$ ۱۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں

میرے مرنے کے بعد جس قدر میری جائداد ہوگی اس کے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میرے قبضہ میں ایک مکان خام واقع موضع سڑدعہ ضلع ہوشیارپور ہے جس کی قیمت مبلغ یکصد روپیہ ہے۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی میں وصیت کرتا ہوں۔ انشاء اللہ حصہ وصیت اپنی زندگی میں ادا کر دونگا۔ میرا گذارہ اس وقت ماہوار آمد پر ہے۔ میں اسی وقت انگریزی مٹھائی اور ڈبل روٹی کی دوکان کرتا ہوں۔ اس کی اوسط آمدنی مبلغ -/۲۰ روپیہ ماہوار ہے۔ اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ انشاء اللہ رقم موعودہ مبلغ ۲ روپیہ ماہوار ماہ بماہ ادا کرتا رہونگا۔ فقط والسلام۔ العبد رحمت خاں مٹھائی فروش قادیان۔ گواہ شد :- شیخ عبدالواحد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

گواہ شد :- عبدالرحمن خاں متعلم جامعہ احمدیہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

لارڈ لوتھین نے انگلستان کو روانگی سے پیشتر ایسوشی ایٹڈ پریس کو ایک بیان دیا۔ جس میں کمیٹی کے ارکان کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اس ہمدردانہ سلوک کے لئے اظہار امتنان کیا۔ جو ان کے ساتھ قریباً تمام مقامات پر روا رکھا گیا۔ آپ نے کہا۔ ہندوستان کو سیاسی جماعتوں کی تخلیق و ترقی کے لئے ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ اس کے حسن انجام پر آئندہ ذمہ دار حکومت کا انحصار ہے۔ اس لئے کہ جو جماعت اکثریت اصل کریگی۔ وہی حکومت پر قابض ہوگی۔

مسودہ قانون بلدیات پنجاب ۱۰ مئی کو پھر پنجاب کونسل میں پیش ہوا۔ مسلمان ممبروں نے اسے حکومت خود اختیاری کے لئے خطرناک قرار دیتے ہوئے اس کی مخالفت کی۔ لیکن سرکاری ارکان کی مدد سے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی تجویز منظور ہوگئی۔

مشرقی بنگال کے بعض اضلاع سے روزانہ شدید طوفان کی اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ گذشتہ چہار شنبہ کو نیپور میں ۱۲ اشخاص اور دو سو مویشی ہلاک ہو گئے۔ ۹ مئی کو میمن سنگھ میں جیل کی دیواریں پیوند خاک ہو گئیں۔ چھتیں اڑ گئیں۔ متعدد قیدی اور پہریدار ہلاک ہو گئے۔ اکثر ملبہ کے نیچے دب کر بری طرح مجروح ہو چکے ہیں۔ ڈیڑھ سو

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان ایف۔ اے کے ریاضی (الف) کے پرچے سیالکوٹ سنٹر سے بصورت پارسل لاہور بھیجے جا رہے تھے۔ کہ ریلوے سے گم ہو گئے۔ رجسٹرار نے اعلان کیا ہے۔ کہ اس سنٹر میں امتحان دینے والوں کا ۱۹ مئی کو مرے کالج میں دوبارہ امتحان ہوگا۔

اوٹاوا کانفرنس کے ہندوستانی وفد کے رکن سیٹھ عبداللہ ہارون ۱۱ مئی کو بمبئی سے روانہ ہو گئے۔ آپ کو الوداع کہنے والوں میں سندھ مہا سبھا کراچی کے پریذیڈنٹ صاحب بھی تھے۔

دارالعوام میں ۹ مئی کو ایک لیبر ممبر نے وزیر ہند سے دریافت کیا۔ کہ آیا وہ ہندوستان میں آرڈی ننسوں کے واپس لئے جانے کی سفارش کریں گے۔ وزیر ہند نے کہا ابھی اس کے متعلق کوئی بیان دینا قبل از وقت ہے آرڈی ننسوں کی میعاد جولائی میں ختم ہوگی۔ اور اس وقت جو حالات ہونگے۔ ان کو مد نظر رکھ کر عمل کیا جائیگا۔

شاہ حجاز کے فرزند امیر فیصل ۹ مئی کو فرانس سے لندن پہنچے۔ سٹیشن پر ملک معظم کے نمائندہ نے ان کا استقبال کیا۔

شاہ افغانستان کی درخواست پر گورنمنٹ آف انڈیا نے یو۔ پی کے ڈائرکٹر آف ٹیلی گراف کی خدمات افغانستان میں تار برقی کی توسیع کے سلسلہ میں مستعار دی ہیں۔

ہنوئی سے ۹ مئی کی خبر ہے۔ کہ جنوبی انام میں گذشتہ شنبہ کے روز ہولناک طوفان باد و باراں آیا۔ جس سے پانصد اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں۔

حکومت عراق کے جمعیتہ الاقوام میں داخلہ کے متعلق ۹ مئی کو جمعیت کی کونسل میں تجاویز پیش کی گئیں۔

ہندو اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ برطانی ہند میں نافذ شدہ آرڈی ننسوں کی نوعیت کے بعض قوانین ریاست بہاولپور کی حدود میں بھی جاری کئے گئے ہیں۔

سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ۱۷ مارچ لغایت ۲۲ اپریل یو پی میں ۲۰۳ کانگریسیوں نے حکومت سے معافی مانگ کر رہائی حاصل کرلی ہے۔ انہوں نے آئندہ کے لئے سیاسی تحریکوں سے محترز رہنے کا عہد کیا ہے۔

امپیریل ایرویز کے ایک ہوائی جہاز پر جب وہ کراچی سے پیرس جا رہا تھا۔ راستہ میں بجلی گری۔ جس سے جہاز کی کھڑکیاں وغیرہ اڑ گئیں۔ لیکن نقصان جان کوئی نہیں ہوا۔ جہاز کو فوراً نیچے اتار لیا گیا۔

انگورہ کی اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ حکومت ترکی نے ایک یورپین حکومت سے ایک لاکھ پچاس ہزار بندوقیں خریدی ہیں۔

افغانستان اور روس کے درمیان ڈاک۔ تار۔ اور ریڈیو کے ذریعہ خبر رسانی کے متعلق جو معاہدہ قرار پایا ہے اس کا متن شائع ہو گیا ہے۔

صوبہ سرحد کے قریباً دو ہزار کانگرسی تحریری وعدہ کرنے پر کہ آئندہ اس تحریک میں حصہ نہ لیں گے۔ رہا کر دیئے گئے ہیں

کانپور کے ایک غیر ملکی پارچہ فروش نیز اس کے نوکر پر جب ۲ مئی کو وہ سیر کر کے آ رہے تھے۔ ایک مسلح جماعت نے حملہ کر کے دونوں کو بری طرح زخمی کر دیا۔ پارچہ فروش نے اپنے بیان میں بتایا ہے کہ حملہ کرنے والے کانگرسی رضا کار تھے جنہیں یہ شکایت تھی کہ میں نے ہڑتال میں حصہ نہیں لیا تھا۔

آل انڈیا یوتھ کانفرنس کراچی میں بھائی پرمانند نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کانگرس ہندوؤں کی مخالف جماعت ہے اور اسی نے ہمیں تباہ کیا ہے۔ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ہندو نوجوان ہندو قومیت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائیں فرقہ وار مسئلہ کے متعلق آپ نے کہا۔ کہ یہ ناقابل حل ہے اس کے لئے وزیر اعظم برطانیہ اور دیگر مستعمراتی حکومتوں کے وزرائے اعظم پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر ہونی چاہیئے۔

سری نگر میں ہندو شرارت کر رہے ہیں۔ جلسے منعقد ہوتے ہیں۔ ۱۰ مئی کو چھٹا ڈکٹیٹر اور پانچ مقرر گرفتار کئے گئے آٹھ گرفتار شدگان کو چھ چھ ماہ قید اور ۲۵، ۲۵ روپیہ جرمانہ کی سزائیں دی گئیں۔

دارالعوام میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے وزیر ہند نے کہا۔ کہ لوتھین کمیٹی رپورٹ یکم جون تک شائع ہو جائیگی۔

کالے پانی کے سزا یافتہ جو قیدی نروانا سٹیشن سے فرار ہوئے تھے۔ ان میں سے سات تو گرفتار ہو چکے ہیں۔ ببر اکالی تحریک کا سرگرم رکن رتن سنگھ ابھی تک پکڑا نہیں گیا۔ اور وہ دو آدمی اس وقت تک ہلاک بھی کر چکا ہے۔

ڈیلی ایکسپریس لندن کے سیاسی نامہ نگار کا بیان ہے کہ انڈیا کونسل ہندوستان کے لئے نیا کانسٹی ٹیوشن تیار کر رہی ہے جو زیادہ تر سائمن کمیشن کی سفارشات پر مبنی ہوگا۔

ٹائمز آف انڈیا لکھتا ہے کہ انگلستان میں تجارتی علقوں سے حکومت پر زور ڈالا جا رہا ہے کہ ہندوستان کے ساتھ جلد مصالحت کی جائے اور توقع ہے کہ مختلف صوبجات کے گورنروں کے ساتھ تبادلہ خیالات کے بعد سرکردہ اعتدال پسند لیڈروں سے وائسرائے ہند ایک کانفرنس منعقد کریں گے جس میں ممکن ہے کوئی مصالحانہ قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا جائے۔

موسیو لی برن فرانس کے جدید صدر مقرر ہوئے ہیں۔ ۱۱ مئی کو آپ نے نئی پارلیمنٹ کا افتتاح کیا۔

مولوی ابوالکلام آزاد ۱۱ مئی کو دہلی سنٹرل جیل سے رہا کر دئے گئے۔ دو ماہ ہوئے کانگرس کا صدر ہونے کی وجہ سے آپ کو گرفتار کیا گیا تھا۔ اور اس وقت تک آپ نظر بند تھے رہائی کے بعد آپ کو نوٹس دیا گیا ہے کہ کانگرسی سرگرمیوں میں کوئی حصہ نہ لیں۔ اور بغیر اجازت دہلی سے باہر نہ جائیں

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں ڈی۔ اے وی ہائی سکول لاہور سے ۳۶۵ طلباء شریک ہوئے تھے۔ ۳۴۷ کامیاب ہوئے۔ ان میں سے ۱۷۴ فرسٹ ڈویژن میں آئے۔ پنجاب بھر میں اول۔ تیسرے۔ چھٹے۔ اور ساتویں نمبر پر پاس ہونیوالے بھی اسی سکول کے طلباء ہیں۔ امسال چودہ وظائف اس سکول نے حاصل کئے۔

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی